Postal Reg No:PB/1023/2001

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 50 | شمارہ : 5

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

7 ذیقعدہ 1421 ہجری یکم تبلیغ 1380 ہش یکم فروری 2001ء

اخبار احمدیہ

قادیان 27 جنوری (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہے الحمدللہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کا تذکرہ فرماتے ہوئے اللھم مزقھم کل ممزق وسحقھم تسحیقا کی دعا بکثرت پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

شادی سے پہلے شادی کے دوران اور بعد میں بھی یہ دُعا ضرور کرتے رہنا چاہئے

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(ترجمہ:۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا)

رشتہ ناطہ کے تعلق سے حضور انور کی زریں ہدایات و نصائح

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۱۹/ جنوری ۲۰۰۱ء

قادیان ۱۹/ جنوری ۲۰۰۰ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا حضور نے تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۔ (سورہ روم آیت ۲۲)

اس کا سادہ ترجمہ پیش فرمایا کہ اور اس کے نشانات میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کی طرف تسکین حاصل کرنے کیلئے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت و رحمۃ پیدا کی ہے یقیناً اس میں ایسی قوم کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں بہت نشانات ہیں پھر فرمایا کہ شادی سے پہلے اور شادی کے دوران اور اس کے بعد بھی یہ دُعا کرتے رہنا ضروری ہے ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین و جعلنا للمتقین اماما اور یہ دُعا شادی کے بعد بھی ضروری ہے بلکہ پہلے بھی اور اگر ان دونوں میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اولاد تو بہر حال باقی رہتی ہے اسلئے ہمیشہ مسلسل باقاعدگی سے شادی شدہ جوڑوں کو شادی سے پہلے، دوران اور بعد میں اور کسی ایک کی وفات کے بعد بھی یہ دُعا جاری رکھنی چاہئے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے حضور نے حضرت ابوھریرۃؓ سے مروی ایک حدیث بیان فرمائی کہ کسی عورت سے چار وجوہ کی بناء پر شادی کی جاتی ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے اس کے حسب و نسب کی وجہ سے اس کے حسن و جمال کی وجہ سے یا دینداری کی وجہ سے ان ساری باتوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت یہ ہے کہ تو دیندار عورت کو ترجیح دے۔ اللہ تیرا بھلا کرے۔

ایک حدیث حضور نے یہ بیان فرمائی کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس ایک ایسی عورت کا شادی کا پیغام آیا ہے جو اچھے خاندان اور مرتبہ والی ہے مگر اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے کیا میں اس سے شادی کر لوں حضور نے فرمایا کہ اس نے خاندان اور مرتبہ کی خاطر اس سے شادی کا فیصلہ کیا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں وہ دوبارہ پھر پوچھنے آیا پھر بھی آپ نے منع فرمایا تیسری مرتبہ پھر اجازت لینے کیلئے آیا آپ نے روک دیا فرمایا ایسی عورت سے شادی کرو جو بہت زیادہ بچے جننے والی بہت محبت کرنے والی ہو میں تمہاری وجہ سے کثرت حاصل کرنے والا ہوں۔

فرمایا شادی سے پہلے کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ عورت بہت بچے پیدا کرنے والی ہوگی فرمایا اس کے خاندانی روایات پر نگاہ کی جاتی ہے اگر ماں باپ اچھے بچوں والے ہوں تو لازماً ان کی بیٹی بھی اچھے بچوں والی ہوگی اور جہاں تک اس کی محبت کا تعلق ہے وہ پوچھ تاچھ سے تحقیق سے پتہ چل سکتا ہے کہ محبت والی طبیعت ہے کہ نہیں۔

ایک حدیث سنن نسائی سے حضور نے بیان فرمائی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ساری کی ساری فائدہ والی چیز ہے اور دنیا کی بہترین فائدہ والی چیز نیک عورت ہے۔ ایک حدیث حضور نے ابو داؤد کتاب النکاح سے یہ بیان فرمائی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے رشتہ کرنا چاہے تو اگر ہو سکے تو پہلے اس کے بارے میں تحقیق کر لے حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی سے رشتہ کرنا چاہا تو میں نے پہلے پوشیدہ طور پر اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔ اور پھر اس سے شادی کی۔ فرمایا پوشیدہ طور پر جماعت کے ذریعہ یا کسی اور ذرائع سے بچی کے متعلق تحقیق ضرور کر لینی چاہئے کہ کس قسم کی ہے۔

ایک روایت ترمذی سے حضرت مغیرہؓ سے مروی بیان فرمائی کہ انہوں نے ایک جگہ منگنی کا پیغام دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لڑکی کو دیکھ لو کیونکہ دیکھنے سے تمہارے اور اس کے درمیان موافقت اور الفت کا امکان زیادہ ہے۔ فرمایا۔ یہی ہمارے ہاں رواج ہے پردہ اپنی جگہ ہے لیکن ماں باپ کی موجودگی میں رشتہ کے خواہشمند لڑکے کو ماں باپ اپنی موجودگی میں مثلاً کھانے پر بلا سکتے ہیں وہاں جس سے شادی کرنا مقصود ہو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا گناہ نہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت ہے فرمایا تصویر سے بڑھ کر طریقہ یہی ہے کہ لڑکا لڑکی کے ماں باپ کی موجودگی میں لڑکی کو دیکھ لے۔

ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی بیان فرمائی کہ ایک کنواری لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بیان کیا کہ اس کے والد نے اس کی شادی کی ہے اور شادی اسے ناپسند ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دیا کہ چاہے تو وہ اس نکاح کو قائم رکھے اور چاہے تو اسے رد کر دے۔ فرمایا ہماری جماعت میں بھی خدا کے فضل سے یہی رواج ہے اگر کوئی لڑکی مجھے شکایت کرے کہ فلاں جگہ میں رشتہ نہیں چاہتی میرے ماں باپ زبردستی کرتے ہیں تو میں اصلاح و ارشاد کے سپرد کرتا ہوں کہ خود بلا کر تحقیق کریں اگر ماں باپ کی غلطی ہو تو لڑکی کو نکاح سے آزاد کرایا جائے۔ اگر لڑکی کی اپنی غلطی ہو تو اسے سمجھا دیا جائے۔ فرمایا جتنے معاملات میں میں نے یہ قدم اُٹھایا خدا کے فضل سے کہیں بھی ناکام نہیں ہوا۔

ایک روایت بخاری کتاب النکاح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ کنواری لڑکی تو شرماتی ہے وہ کیسے ہاں کرے گی۔ فرمایا۔ اس کی خاموشی اس کی ہاں ہے۔ اگر وہ چُپ رہے تو اس کی رضامندی سمجھی جائے گی۔

اس کے بعد حضور نے دوسری قوم میں رشتہ کرنے کے اور رشتوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف ارشادات سنائے۔ اور رشتوں کے متعلق بعض تجاویز

(باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

مولوی منظور چنیوٹی کی دعوت مباہلہ کے جواب میں

رشید احمد چوہدری پریس سیکرٹری انٹرنیشنل جماعت احمدیہ

مولوی منظور چنیوٹی صاحب نے ایک بار پھر سستی شہرت حاصل کرنے کیلئے دوسری سالانہ چناب کانفرنس کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت مرزا طاہر احمد کو دعوت دی ہے کہ وہ میدان میں آکر اُن سے مباہلہ کرلیں۔ (ہفت روزہ نوائے وقت یوکے ۲۴؍نومبر ۲۰۰۰ء صفحہ ۳) حقیقت یہ ہے کہ مولوی منظور چنیوٹی صاحب ایک عرصہ سے اپنی دوکانداری کو چمکانے کیلئے ایسے اعلان کرتے چلے آرہے ہیں حالانکہ جماعت احمدیہ متعدد بار یہ اعلان کر چکی ہے کہ مباہلہ کیلئے فریقین کا ایک میدان میں اکٹھا ہونا ضروری نہیں۔ مباہلہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں فیصلہ طلبی کا نام ہے تاکہ دنیا پر واضح ہو جائے کہ فریقین میں سے کونسا فریق جھوٹا ہے اور کون سا سچا۔ کس فریق کیساتھ خدا تعالیٰ کی تائید شامل ہے اور کون ہے کہ جس کے مقدر میں ذلتیں رکھی گئی ہیں۔ مولوی منظور چنیوٹی متعدد بار جھوٹے ثابت ہو چکے ہیں مگر پھر بھی نہایت ڈھٹائی کے ساتھ مباہلہ کی رٹ لگائے چلے جارہے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۰؍جون ۱۹۸۸ء کو تمام اشد ترین معاندین احمدیت اور ائمۃ التکفیر کو ایک طرفہ دعوت مباہلہ دی تھی جو عمومیت کا رنگ رکھتی تھی۔ اس عمومی دعوت مباہلہ کو حسب شرائط قبول کرنے کی بجائے مولوی منظور چنیوٹی نے ۲۱؍جون ۱۹۸۸ء کو اخبارات میں یہ بیان شائع کروایا۔

''سابق رکن پنجاب اسمبلی مولانا منظور احمد چنیوٹی نے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کا چیلنج مباہلہ قبول کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے مرزا طاہر احمد کے باپ، دادا اور بھائی کو دعوت مباہلہ دی تھی لیکن وہ میدان میں نہ آئے''۔ (روزنامہ امروز ۲۱؍جون ۱۹۸۸ء)

ہمارا مولوی منظور چنیوٹی سے یہ سوال ہے کہ حضرت مرزا طاہر احمد کے دادا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۹۰۸ء میں وفات پاگئے تھے جبکہ اس وقت مولوی منظور چنیوٹی کا کوئی وجود نہ تھا۔ اگر مولوی منظور چنیوٹی اپنے اس بیان میں جھوٹے نہیں تو وہ اپنی پیدائش کا سرٹیفکیٹ دکھا کر بتائیں کہ ان کے بیان میں کہاں تک صداقت ہے۔

پھر مولوی منظور چنیوٹی صاحب نے اسلم قریشی کی گمشدگی پر بار بار یہ اعلان کیا کہ اس کے اغوا کے پس پردہ جماعت احمدیہ کی سازش کارفرما ہے اور تحدی کے ساتھ یہ اعلان کردیا کہ ''مجاہد اسلام مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی کے سلسلے میں مرزا طاہر احمد کو شامل تفتیش کیا جائے انہوں نے کہا کہ ہم نے حکومت کو چھ آدمیوں کے نام تفتیش کیلئے دیئے تھے جن میں مرزا طاہر احمد بھی شامل ہے اگر ان چھ میں ملزم برآمد نہ ہو تو ہم سربازار گولی کھانے کو تیار ہیں''۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۸؍فروری ۱۹۸۴ء)

اس طرح اسلم قریشی کو پہلے اغوا شدہ اور پھر مقتول قرار دے کر اس کی متعدد مرتبہ نماز ہائے جنازہ غائب پڑھی گئی اور نہ جانے کتنے جلسے کئے گئے جلوس نکالے گئے جماعت احمدیہ کے خلاف ملک بھر میں تحریک چلائی گئی۔ ہنگامے برپا کئے گئے۔ معصوم احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ ان کی جائدادوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ احمدیہ مساجد کو مسمار کردیا گیا۔

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد نے خاص طور پر اس الزام کا اپنے مباہلہ پمفلٹ میں ذکر کر کے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا تھا اور پھر اچانک حضرت امام جماعت احمدیہ کے مباہلہ کے اعلان کے ٹھیک ایک ماہ بعد اسلم قریشی نمودار ہوگیا۔ سارے ملک میں اس واقعہ کی تشہیر ہوئی۔ ملک کے اخباروں اور ٹیلیویژن نے اسے نمایاں طور پر پیش کیا۔ اسلم قریشی نے بیان دیا کہ اسے کسی نے اغوا نہیں کیا تھا بلکہ وہ گھریلو پریشانیوں، مذہبی عقائد اور ملکی حالات سے دلبرداشتہ ہو کر ایران چلا گیا تھا اب ساڑھے پانچ سال بعد واپس پاکستان آیا ہے اس نے یہ بیان بھی دیا کہ وہ خود اس لئے گم نہیں ہوا کہ قادیانی اقلیت کو پریشان کروں۔

اسلم قریشی کے زندہ نمودار ہونے کے بعد غیرت کا تقاضا تھا کہ مولوی منظور چنیوٹی اپنے جھوٹے ہونے کا اعلان کرتے اور سربازار گولی کھالیتے مگر نہ تو انہوں نے اپنے اعلان کے مطابق سربازار گولی کھائی اور نہ ہی انہیں کوئی شرم محسوس ہوئی حتیٰ کہ جب پنجاب اسمبلی کے ایک اجلاس میں ان کے ضمیر کو جھنجھوڑا گیا اور روزنامہ جنگ کی یکم مارچ ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں شائع شدہ اسمبلی کی کارروائی کے مطابق خواجہ محمد یوسف صاحب رکن اسمبلی نے بھرے ایوان میں کہا۔

''مولانا چنیوٹی نے اس سے قبل کہا تھا کہ مولانا اسلم قریشی کو قادیانیوں نے غائب کیا ہے۔ اگر اسلم قریشی مل جائیں تو میں اپنے آپ کو پھانسی دے دونگا۔ اسلم قریشی مل گئے لیکن مولانا چنیوٹی نے اپنے آپ کو پھانسی نہیں دی''۔

مولوی چنیوٹی صاحب آج تک اس کے جواب میں چپ سادھے ہوئے ہیں۔ اس طرح اسی اسمبلی میں جس کے رکن ہونے کا اُن کو فخر تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کیلئے ذلت کے سامان پیدا کردیئے۔ مگر مولوی چنیوٹی کی قسمت میں ابھی اور بھی رسوائیاں مقدر تھیں اس لئے انہوں نے ۱۶؍اکتوبر ۱۹۸۸ء کو مسلم کالونی ربوہ میں ساتویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں ایک مرتبہ پھر امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد کے چیلنج مباہلہ کو قبول کرتے ہوئے اعلان کیا:-

''میں اس سٹیج سے اعلان کرتا ہوں کہ میں ۱۵؍ستمبر ۱۹۸۹ء تک زندہ رہوں گا تاہم قادیانی جماعت اس وقت تک زندہ نہیں رہے گی''۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۷؍اکتوبر ۱۹۸۸ء)

اس کے جواب میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑی تحدی سے فرمایا:

''انشاء اللہ ستمبر آئے گا اور ہم دیکھیں گے کہ احمدیت نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے، ہر زندگی کے میدان میں پہلے سے بڑھ کر زندہ ہو چکی ہے۔ منظور چنیوٹی اگر زندہ رہا تو اس کو ایک ملک ایسا دکھائی نہیں دے گا جس میں احمدیت مرگئی ہو اور کثرت سے ایسے ملک دکھائی دیں گے جہاں احمدیت از سر نو زندہ ہوئی ہے یا احمدیت نئی شان کے ساتھ داخل ہوئی ہے۔ اور کثرت کے ساتھ مُردوں کو زندہ کر رہی ہے۔

پس ایک وہ اعلان ہے جو منظور چنیوٹی نے کیا تھا اور ایک یہ اعلان ہے جو میں آپ کے سامنے کر رہا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے خدا کی خدائی میں یہ بات ممکن نہیں ہے کہ منظور چنیوٹی سچا ثابت ہو اور مَیں جھوٹا نکلوں۔ منظور چنیوٹی جن خیالات اور عقائد کا قائل ہے وہ سچے ثابت ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو عقائد ہمیں عطا فرمائے ہیں۔ آپ اور مَیں جن کے علمبردار ہیں یہ عقائد جھوٹے ثابت ہوں اسلئے یہ شخص بڑی شوخیاں دکھاتا رہا اور جگہ جگہ بھاگتا رہا اب اس کی فرار کی کوئی راہ اس کے کام نہیں آئے گی اور خدا تعالیٰ کی تقدیر اس کے فرار کی ہر راہ بند کر دے گی اور اس کی ذلت اور رُسوائی دیکھنا آپ کے مقدر میں لکھا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵؍نومبر ۱۹۸۸ء)

جب امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ پُرجلال اور پُرشوکت اعلان شائع ہوا تو مولوی منظور چنیوٹی پر ہیبت طاری ہوگئی اور اس نے پینترا بدلا اور اخبار میں یہ اعلان شائع کرادیا:-

''مولانا منظور احمد چنیوٹی کی وضاحت۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے ۱۵؍ستمبر ۱۹۸۹ء تک صرف مرزا طاہر احمد کے ختم ہو جانے کی بات کی تھی ساری قادیانی جماعت کی نہیں''۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۳۰؍جنوری ۱۹۸۹ء)

دنیا گواہ ہے کہ مولوی منظور چنیوٹی کی دونوں پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں اور وہی ہوا جس کا امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اعلان کیا تھا یعنی مولوی منظور چنیوٹی اگر زندہ رہا تو مزید ذلتوں کیلئے زندہ رہے گا۔

اتنی ذلت اور رسوائی کے بعد اگر مولوی چنیوٹی میں ذرہ بھر بھی غیرت ہوتی تو وہ خاموشی اختیار کر لیتے اور مباہلہ کا نام نہ لیتے مگر اس کی ہٹ دھرمی ملاحظہ ہو کہ ۱۹؍اگست ۱۹۸۹ء کو اخبار میں یہ اعلان شائع کرادیا:-

''جماعت احمدیہ مصنوعی مظلومیت کا پرچار کر کے موت کی آخری ہچکی لے رہی ہے سلطنت برطانیہ کی طرح جماعت احمدیہ کا سورج بھی غروب ہو چکا ہے۔ کسی ملک میں اس کا وجود نہیں ہے۔

مولانا چنیوٹی کی طرف سے جماعت احمدیہ کے سربراہ کو رُوبرو آکر مباہلہ کرنے کا چیلنج''۔ (روزنامہ ملت لندن ۱۹؍اگست ۱۹۸۹ء صفحہ اوّل)

قارئین خود فیصلہ کرلیں کہ کیا کوئی معقول شخص جس کے ہوش وحواس قائم ہوں ایسا دعویٰ کر سکتا ہے۔ دنیا گواہ ہے کہ جماعت احمدیہ آج ۱۷۰ ممالک میں مستحکم ہو چکی ہے اور گذشتہ سال جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد چار کروڑ سے زائد تھی۔ مولوی منظور چنیوٹی ان حقائق کو مانیں یا نہ مانیں مگر یہ حقائق مولوی مذکور یا اسی قماش کے دوسرے ملاؤں کو دنیا سے جماعت احمدیہ کی صف لپیٹنے کا دعویٰ کرتے رہتے ہیں جھٹلانے کیلئے کافی ہیں۔ اور جہاں تک مولوی منظور چنیوٹی کی طرف سے ان تمام ذلتوں اور رُسوائیوں کے باوجود امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد کے ساتھ مباہلہ کرنے کی تکرار کا سوال ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے کسی بڑے قہری نشان کے منتظر ہیں۔

★ ★ ★

خطبہ جمعہ

بچوں سے عزت سے پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو

اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے

اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور پھر دس سال کی عمر تک انہیں سختی سے اس پر کاربند کرو

(احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حوالہ سے بچوں کے حقوق کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین **حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع** ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۱ر فروری ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۱ر تبلیغ ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ﴾۔

(سورة سبا: ۳۸)

اور تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایسی چیزیں نہیں جو تمہیں ہمارے نزدیک مرتبۂ قرب تک لے آئیں۔ سوائے اس کے کہ جو ایمان لایا اور نیک اعمال بجالایا۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جن کو اُن کے اعمال کے بدلے جو وہ کرتے تھے، دوہری جزا دی جائے گی اور وہ بالاخانوں میں امن کے ساتھ رہنے والے ہونگے۔

جو حقوق کے مضامین کا سلسلہ چل رہا ہے اس سلسلہ میں یہ بھی ایک کڑی ہے۔ اور اس کا تعلق زیادہ تر بچوں کے حقوق سے ہے۔ کہیں اس ضمن میں ماں باپ پر جو حقوق ہیں وہ بھی آجاتے ہیں، بعض دفعہ بچوں پر جو حقوق ہیں ان کا بھی ذکر آجاتا ہے مگر ان کو الگ الگ نہیں کیا جاسکتا۔ مگر اصل زور جو ہے وہ اس بات پر ہے کہ اپنے بچوں کے حقوق ادا کریں۔

اس سلسلہ میں پہلی حدیث ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں سے عزت کے ساتھ پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔ (ابن ماجه. ابواب الادب. باب برالوالد)

جو اپنے بچوں سے شروع سے ہی عزت کے ساتھ پیش آتے ہیں ان کے بچے بھی بڑے ہو کر ان کی بھی عزت کرتے ہیں اور باہر دوسروں کی بھی عزت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ آگے نسلاً بعد نسلٍ چلتا رہتا ہے۔ اس لئے بچوں کو معمولی اور حقیر سمجھ کر بے وجہ جھڑکنا نہیں چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو ان سے عزت کا سلوک کیا کرو۔

دوسری روایت ترمذی ابواب البر والصلہ سے لی گئی ہے۔ حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔ (ترمذی ابواب البر والصلہ باب فی ادب الولد)

الادب المفرد للبخاری سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ "ابرار کو اللہ تعالیٰ نے ابرار اس لئے کہا ہے" یعنی یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہیں "ابرار کو اللہ تعالیٰ نے ابرار اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے والدین اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کیا"۔ اب اس میں بچوں پر جو حق ہے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا اس کا بھی ذکر اکٹھا مل گیا ہے۔ تو "اپنے والدین اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ جس طرح تم پر تمہارے والد کا حق ہے اسی طرح تم پر تمہارے بچے کا حق ہے"۔ (الادب المفرد للبخاری باب برّ الأب لولده)

یہ روایت سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت عمرو بن شعیب کے دادا رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو پھر دس سال کی عمر تک انہیں اس پر سختی سے کاربند کرو نیز ان کے بستر الگ الگ بچھاؤ"۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوة باب متى يؤمر الغلام بالصلوٰة)

نماز تو انسانی زندگی کی جان ہے۔ نماز نہ ہو تو کچھ بھی رشتہ خدا سے باقی نہیں رہتا۔ یہ اسلام کا سب سے بڑا تحفہ ہے جو بچوں اور بنی نوع انسان کو پیش کیا گیا ہے، پانچ وقتہ نماز۔ تو اس کی عادت ڈالنے کے لئے بھی بچپن سے تربیت کی ضرورت پڑتی ہے۔ اچانک بچوں میں یہ عادت نہیں پڑا کرتی۔ اس کا طریقہ آنحضرت ﷺ نے یہ سمجھایا ہے کہ سات سال کی عمر سے اس کو ساتھ نماز پڑھانا شروع کرو اور پیار سے ایسا کرو۔ کوئی سختی کرنے کی ضرورت نہیں، کوئی مارنے کی ضرورت نہیں، محبت اور پیار سے اس کو گراؤ۔ اس کو عادت پڑ جاتی ہے۔ دراصل جو ماں باپ نمازیں پڑھنے والے ہوں ان کے سات سال سے چھوٹی عمر کے بچے بھی نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ ہم نے تو گھروں میں دیکھا ہے اپنے نواسوں وغیرہ کو بالکل چھوٹی عمر کے ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو سال کی عمر کے ساتھ آکے تو نیت کر لیتے ہیں اور نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اس لئے کہ ان کو اچھا لگتا ہے دیکھنے میں، خدا کے حضور اٹھنا، بیٹھنا، جھکنا ان کو پیارا لگتا ہے اور وہ ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ نماز نہیں، محض ایک نقل ہے جو اچھی نقل ہے۔ لیکن جب سات سال کی عمر تک بچہ پہنچ جائے تو پھر اس کو باقاعدہ نماز کی تربیت دو۔ اس کو بتاؤ کہ وضو کرنا ہے، اس طرح کھڑے ہونا ہے، قیام و قعود سجدہ وغیرہ سب اس کو سمجھاؤ۔ اس کے بعد وہ بچہ اگر دس سال کی عمر تک، پیار و محبت سے سیکھتا رہے پھر دس اور بارہ کے درمیان اس پر کچھ سختی بے شک کرو کیونکہ وہ کھلنڈری عمر ایسی ہے کہ اس میں کچھ معمولی سزا، کچھ سخت الفاظ کہنا یہ ضروری ہوا کرتا ہے بچوں کی تربیت کے لئے۔ تو جب وہ بلوغ کو پہنچ جائے، بارہ سال کی عمر کو پہنچ جائے پھر اس پر کوئی سختی کی اجازت نہیں۔ پھر اس کا معاملہ اور اللہ کا معاملہ ہے اور جیسا چاہے وہ اس کے ساتھ سلوک فرمائے۔ تو انسانی تربیت کا دائرہ یہ سات سال سے لے کر بلکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے پہلے سے بھی شروع ہو جاتا ہے، بارہ سال کی یعنی بلوغت کی عمر تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے بعد بھی تربیت تو جاری رہتی ہے مگر وہ اور رنگ ہے۔ انسان اپنی اولاد کا ذمہ دار بارہ سال کی یعنی بلوغت کی عمر تک ہے۔

ایک روایت عمر بن ابی سلمہ سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور آنحضرت ﷺ کی گود میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرا ہاتھ کھانے کی پلیٹ میں ادھر ادھر چلا جاتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: "بیٹا اللہ کا نام لے، داہنے ہاتھ اور اپنے سامنے سے کھانا کھا"۔ (صحيح بخاری كتاب الاطعمه باب التسمية على الطعام والأكل باليمين)

یہ کھانے کے آداب بھی بچپن سے ہی بچوں کو سکھانے ضروری ہیں۔ یہ بچے کا حق ہے ماں باپ کے اوپر کہ اس کو ایک تو یہ سکھایا جائے کہ جو سامنے ہے وہی کھائے اور ہر طرف کھانے میں ہاتھ نہ مارتا پھرے اور دوسرے ہمیشہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرے۔ یہ بسم اللہ کی عادت بھی اگر بچپن میں نہ ڈالی جائے تو پھر بعد میں پڑنی بہت مشکل ہے۔ اس لئے بچپن ہی سے بسم اللہ کی عادت ڈالنا یہ بہت ہی ضروری ہے۔ اور 'اپنے دائیں ہاتھ سے کھانا'۔ کہتے ہیں میں نے اس نصیحت کو پلّے باندھ لیا اور ساری عمر پھر کبھی پلیٹ میں ادھر ادھر ہاتھ نہیں دوڑائے اور جو میرے سامنے ہوتا تھا وہی کھاتا تھا اور دائیں ہاتھ سے کھاتا تھا اور بسم اللہ پڑھ کر کھاتا تھا۔ بسم اللہ پڑھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بسم اللہ سے کھانا حلال ہو جائے گا بلکہ محض اللہ کو یاد کرنا ہے کہ اللہ کے حکم سے ہمیں یہ سب کچھ عطا ہوا ہے، اس کی نعمتیں ہیں۔ بعض لوگوں کو بسم اللہ پڑھنے کی ایسی عادت ہوتی ہے کہ وہ شراب پر بھی بسم اللہ پڑھ

لیتے ہیں۔ تو شراب ان کی بسم اللہ سے مسلمان نہیں ہو سکتی۔ نہ اس بسم اللہ کا ان کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے بلکہ گستاخی ہے یہ بسم اللہ۔ کئی دفعہ سیاسی لوگوں سے مجھے واسطہ پڑا ہے بچپن میں، جوانی میں اور میں نے خود دیکھا ہے ایک صاحب کو، اب اس کا نام بتانا مناسب نہیں وہ اپنے لیڈر کو کہہ رہا تھا، وہ اس کو شراب پیش کر رہا تھا۔ وہ اس کو کہہ رہا تھا سائیں بسم اللہ کرو، بسم اللہ کرو۔ کہ پہلے تم بسم اللہ کرو، شروع کرو پھر میں بھی شروع کرتا ہوں۔ اب جو مرضی بزرگ بنتے پھریں میں نے جو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ میں صحیح بیان کر رہا ہوں۔

ایک روایت حضرت ابوہریرہؓ کی ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حسن بن علی (اپنے نواسے) کو چوما تو پاس بیٹھے اقرع بن حابس تمیمی نے کہا کہ میرے تو دس بچے ہیں لیکن میں نے کسی کو کبھی نہیں چوما۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ (بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد و تقبیلہ و معانقتہ)

بچوں کو چومنا اور بچوں کو پیار دینا یہ سنت ہے۔ مگر اتنا پیار نہیں دینا چاہئے کہ وہ ان کے لئے وبال جان بن جائے اور اسی طرح جب اپنے بچوں پر پیار آتا ہے تو دوسرے بچوں پر بھی پیار آنا چاہئے۔ یہ محض ناجائز خیال ہے کہ اپنے بچوں کو تو پیار کرو، دوسروں کو نہ کرو۔ بچہ معصوم خود پیار چاہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے بچوں کو بھی پیار دیتے تھے اور دوسرے بچوں کو بھی پیار دیا کرتے تھے اور بچپن سے پیار دینا بھی بچوں کی تربیت کے لئے بڑا ضروری ہے۔

ایک اور روایت الادب المفرد للبخاری سے ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بچہ بھی تھا۔ وہ اسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس سے رحم کا سلوک کرتے ہو؟ اس پر اس نے جواب دیا: جی حضور۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اللہ تم پر اس سے بہت زیادہ رحم کرے گا جتنا تم اس بچے پر کر رہے ہو۔ وہ خدا ارحم الراحمین ہے"۔ اللہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (الادب المفرد للبخاری باب رحمۃ العیال)

ایک اور روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے کہ میں نے فاطمہؓ سے بڑھ کر شکل و صورت، چال ڈھال"۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر شکل و صورت، چال ڈھال" اور گفتگو میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ کسی اور کو نہیں دیکھا۔ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جب کبھی حضورؐ سے ملنے آتیں۔ تو حضورؐ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے، اپنے بیٹھنے کی جگہ پر ان کو بٹھاتے۔ اسی طرح جب حضور ملنے کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں۔ حضورؐ کے دست مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر حضورؐ کو بٹھاتیں۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی القیام)

بخاری کتاب الزکوٰۃ سے یہ روایت لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک غریب عورت میرے پاس آئی جس نے اپنی دو بچیاں اٹھا رکھی تھیں۔ میں نے ان کو تین کھجوریں دیں۔ اس نے دونوں بیٹیوں کو ایک ایک کھجور دے دی اور ایک کھجور کھانے کے لئے اپنے منہ میں ڈالنے لگی لیکن یہ کھجور بھی اس کی بیٹیوں نے مانگ لی۔ اس پر اس نے اس کھجور کے جسے وہ کھانا چاہتی تھی دو حصے کئے اور دونوں کو ایک ایک حصہ دے دیا۔ مجھے اس کی یہ ادا بہت پسند آئی اور میں نے اس کا ذکر آنحضرت ﷺ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی۔ یا یہ فرمایا کہ اس (شفقت) کی وجہ سے اسے آگ سے آزاد کر دیا۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ)

تو بچوں سے پیار کرنا یہ محض اپنے قلبی جذبات کا اظہار ہی نہیں بلکہ اللہ کو بچے اتنے پیارے ہیں کہ ان سے پیار بھی اللہ کو پیارا لگتا ہے۔ اب ماں نے اپنے طبعی جذبے سے ان بچیوں کے لئے قربانی دی لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ ادا پسند آئی اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ایسی ماؤں پر جو بچپن سے بچوں سے محبت کا سلوک کرتی ہیں ان پر جہنم حرام کر دی جاتی ہے۔

ایک دوسری روایت کا ترجمہ یہ ہے۔ ابو رافع بن عمرو الغفاری کے چچا سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ابھی بچہ ہی تھا تو انصار کی کھجوروں پر پتھر مار مار کر پھل گرایا کرتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ یہاں ایک لڑکا ہے جو ہماری کھجوروں کو پتھر مارتا ہے اور پھل گراتا ہے۔ چنانچہ مجھے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے پوچھا "اے لڑکے تو کیوں کھجوروں کو پتھر مارتا ہے؟" میں نے عرض کیا کہ "تاکہ میں کھجوریں کھا سکوں"۔ فرمایا "آئندہ کھجور کے درخت کو پتھر نہ مارنا ہاں جو پھل گر جائے اسے کھا لیا کر"۔ پھر آپؐ نے میرے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور دعا دی کہ "اَللّٰھُمَّ اَشْبِعْ بَطْنَہٗ" کہ اے میرے اللہ! اس کا پیٹ بھر دے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۱ مطبوعہ بیروت)

اس روایت میں کئی ایسی باتیں ہیں جو ہمارے لئے نصیحت ہیں۔ ایک تو یہ کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس بچے کو خود پکڑ کر مارا نہیں۔ یہ بھی ایک بہت ہی ضروری عادت ہے کیونکہ اگر دوسرے بچے کو پکڑ کر مارا جائے تو اس سے تو بہت خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بہت بڑے فسادات کی جڑ یہ بیماری ہے۔ کسی بچے کو شرارت کرتے دیکھا تو بجائے اس کے کہ اس کے ماں باپ تک بات پہنچائیں اس وقت پیار سے روک دیں، خود ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں بڑے بڑے فسادات برپا ہو جاتے ہیں۔ تو صحابہ کی یہ عادت نہیں تھی۔ جانتے تھے کہ کون بچہ ہے لیکن اس کی شکایت آنحضرت ﷺ کے پاس کی اور حضور اکرم ﷺ نے بھی بڑے پیار سے اس سے پوچھا تو اس کے اس جواب پر کہ میں کھجوریں کھا سکوں اس لئے کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پتھر نہ مارو۔ جو خود بخود نیچے گر جائے اس کو کھا لیا کرو۔ اب بظاہر اس روایت کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض روایات سے ایک تضاد سا دکھائی دیتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ پھل اگر گر بھی جائے تو مالک کی اجازت کے بغیر نہیں کھانا۔ اور اس میں ہے کہ وہ کھا لیا کرو۔ دراصل یہ بات لوگ بھول جاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تو سب صحابہ مالک ہی سمجھتے تھے اور آپ کا اجازت دینا ان سب کا اجازت دینا تھا۔ یہ ناممکن تھا کہ حضور کے لفظ کو سن کر وہ فدا نہ ہوں اور اپنا ہی معاملہ سمجھیں۔ پس اس بچے کو جو اجازت دی گئی یہ رسول اللہ ﷺ کا بھی اپنے صحابہ پر کتنا اعتماد تھا۔ جانتے تھے کہ یہ مجھ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں اور مجھے باپ سے بھی بڑھ کر سمجھتے تھے۔

ایک روایت صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام سے لی گئی ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر جھانکا اور فرمایا: کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں تو دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں میں بارش کی طرح گر رہے ہیں۔

ایک انسان اونچی جگہ کھڑا ہو تو وہ زیادہ دور تک دیکھ سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ٹیلے پر چڑھنا یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آنحضور ﷺ آنے والی نسلوں کو بھی دیکھ رہے تھے۔ یعنی آپؐ کی نگاہ دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور یہ بنیادی حکمت کی بات ہے۔ یہ نظر انداز نہیں کرنی چاہئے۔ ورنہ اس حدیث کی سمجھ نہیں آئے گی اور یوں لگے گا جیسے صحابہ پر فتنے نازل ہو رہے تھے اور ان کے گھروں میں بارش کی طرح گر رہے تھے۔ ہرگز نہیں۔ مراد یہ ہے کہ آئندہ ایسی نسلیں آنے والی ہیں جن کو اپنے بچوں کی صحیح تربیت کی توفیق نہیں ملے گی۔ ان پر بارش کی طرح فتنے نازل ہونگے۔ اور یہ حدیث آج کل اطلاق پا رہی ہے۔ آج کل بچوں کی تربیت میں وہ کوتاہیاں کی جا رہی ہیں جن کے نتیجہ میں پھر ان کے لئے فتنے پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت جابر بن سَمُرۃ کی ترمذی کتاب البِرّ والصِلَۃ میں یہ روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کا اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنا صدقہ دینے سے زیادہ بہتر ہے۔

صدقہ دینا تو بہت اچھا ہے مگر اولاد کی تربیت سے لامتناہی سلسلہ صدقات کا شروع ہو جاتا ہے۔ اچھی تربیت والی اولاد جو آئندہ کے لئے نیکی کا موجب بنتی ہے وہ صدقہ دیتی ہے اور اس کی اولاد آگے اولاد اور یہ محبت کا سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ چلتا ہے۔ پس یہ معنے ہیں کہ ایک صدقہ تم دو گے وہ وہیں رک جائے گا مگر اولاد کی تربیت اچھی کرو گے تو اولاد تمہارے لئے ایک صدقہ جاریہ ثابت ہو گی۔

• ایک حدیث سنن ابی داؤد سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس کی ایک بیٹی ہو پھر وہ اسے زندہ درگور نہ کرے، نہ ہی اس کی تذلیل کرے اور اپنے (دیگر) بچوں کو یعنی لڑکوں کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

(سنن ابی داؤد. کتاب الأدب)

زندہ درگور کا تو اب وقت نہیں رہا مگر زندہ درگور روحانی معنوں میں لوگ کر دیا کرتے ہیں۔ اپنی بچیوں کی بد تربیت کے ذریعہ یا ان کی تربیت سے غافل رہنے کی وجہ سے عملاً ان کو زندہ درگور ہی کر دیتے ہیں۔ پس یہ حدیث بھی پرانے زمانہ پر صرف اطلاق نہیں پاتی اس زمانہ پر بھی اطلاق پا رہی ہے۔ "وہ نہ ہی اس کی تذلیل کرے"۔ بہت سی بچیاں شکایت کرتی ہیں کہ ہمارے ماں باپ بڑی ذلت سے ہم سے سلوک کرتے ہیں، حقیر جانتے ہیں۔ اور وہ اس کی وجہ سے نفسیاتی مریضہ بن جاتی ہیں۔ اور عمر بھر ان کو یہ روگ لگ جاتا ہے تو ماں باپ کو اپنے بچوں سے بھی بہت پیار کا سلوک کرنا چاہئے۔ بعض دفعہ اگر کسی کے بیٹیاں ہی ہوں اور بیٹا نہ ہو تو جو بد خلق والا ہے وہ بیوی کو بھی طعنے دیتا رہتا ہے اور بچی کو بھی۔ تو یہ بہت ہی گندی رسمیں ہیں جو بد بختی سے ہمارے ملک میں بہت پائی جاتی ہیں۔ یہ شکر ہے کہ کم سے کم یورپ اور انگلستان میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ گندگی نہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت پر خوب غور کریں کہ 'نہ ہی اس کی تذلیل کرے'۔ اور اگر

تبلیغ دیں و نشرِ ہدایت کے کام پر ...... مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

لڑکے ہوں تو لڑکیوں کو اس پر ترجیح نہ دے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمادے گا۔

ایک حدیث مسلم کتاب البرّ والصلۃ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچ جائیں تو قیامت کے روز مَیں اور وہ اکٹھے آئیں گے (اس پر) حضورؐ نے اپنی انگلیوں کو باہم بھینچ کر دکھایا کہ اس طرح اکٹھے ہونگے۔

اب یہاں دو ہوں یا چار ہوں یہ بحث نہیں مگر دو کی تربیت میں ایک کی تربیت کے علاوہ کیا بات ہے۔ جب دو کا ذکر فرمایا گیا یا دو سے زیادہ ہوں تو مطلب یہ ہے کہ دو بچیاں ایک دوسرے سے نمونہ پکڑتی ہیں اور اگر بڑی بچی کی اچھی تربیت ہو تو دوسری کی بھی ساتھ ہی صحیح تربیت ہو جاتی ہے اور دونوں کی تربیت پر ماں باپ کو متوجہ ہونا چاہئے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی بچیوں کی تربیت بہت پیار سے کرتے تھے اور بہت اچھی تربیت کرتے تھے تو گویا آپ کا اسوہ انہوں نے اپنا لیا۔ اس پہلو سے فرمایا ہے کہ جنت میں مَیں اور وہ اس طرح دو جڑی ہوئی انگلیوں کی طرح ہونگے۔

ابن ماجہ ابواب الادب سے یہ روایت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیا مَیں تمہیں بہترین صدقہ کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ تمہاری مطلقہ یا بیوہ بیٹی جس کا تمہارے سوا اور کوئی کمانے والا نہ ہو اس کی ضروریات کا خیال رکھنا بہترین صدقہ ہے۔

(ابن ماجہ ابواب الادب باب برّ الوالد والاحسان الی البنات)

اب یہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کی نصیحت ہے۔ کئی لوگ اپنی مطلقہ یا بیوہ بیٹیوں کا خیال نہیں کرتے مگر حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب سے زیادہ تمہارے صدقہ یعنی تمہاری طرف سے حسن واحسان کی محتاج ہیں اور حقدار ہیں۔ ان کی ضروریات کا خیال رکھنا بہترین صدقہ ہے۔ ایک طرف تو یہ نصیحت ہے ماں باپ کو کہ وہ اپنی مطلقہ اور بیوہ بیٹیوں کا بھی خیال رکھیں ان پر ہر طرح سے خرچ کریں۔ اور دوسری طرف پاکستان سے بعض بچیاں شکایت کرتی ہیں جو بالکل برعکس معاملہ ہے۔ ایک بچی نے بڑا ہی دردناک خط لکھا ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ میں تو بیٹھی بوڑھی ہو رہی ہوں اور ماں باپ میری کمائی کھا رہے ہیں اور میری کمائی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور یہ دیکھیں کتنا بڑا ظلم ہے۔ بالکل برعکس معاملہ ہے۔ بجائے اس کے کہ اپنی بچیوں کو پالیں جو ضرورت مند ہوں وہ الٹا ان کی کمائی پر بیٹھے براجمان ہیں اور ان کی کمائیاں کھا رہے ہیں اور یہ دیکھتے نہیں کہ ان کی زندگی خراب ہو رہی ہے۔ مستقبل خراب ہو رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقل دے۔ ایسے لوگ واقعۃً ملتے ہیں آج کل بھی۔ کسی بچی نے مجھے لکھ دیا لیکن ہر بچی مجھے لکھا تو نہیں کرتی۔ مگر ایسے ماں باپ بہت ہیں دنیا میں۔

ایک سنن ابوداؤد میں روایت ہے حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور بیان کیا کہ اس کے والد نے اُس کی شادی کی ہے اور یہ شادی اُسے ناپسند ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اُسے اختیار دیا (کہ وہ چاہے تو اس نکاح کو قائم رکھے اور اگر چاہے تو اسے ردّ کردے)۔

(سنن ابی داؤد باب فی البکر یزوجہا ابوہا و لا یستامرہا)

یہ بھی ایک خرابی ہے جو آج کل بھی جاری ہے اور مجھے کل پرسوں ہی ایک بچی کا خط آیا کہ میرے ماں باپ نے زبردستی جرمنی میں میری ایک جگہ شادی کی ہوئی ہے اور غالباً اس خیال سے کہ میں غیر ملک میں چلی جاؤں گی اور بہت خوش رہوں گی۔ لیکن میرا دل بالکل نہیں مان رہا۔ دعا استخارہ کرتی ہوں لیکن طبیعت میں بے حد تردد ہے۔ تو وہ مجھ پر زبردستی کر رہے ہیں۔ میں نے اصلاح وارشاد کو لکھا ہے کہ فوری طور پر توجہ کریں۔ کوئی حق نہیں ہے ماں باپ کا اپنی بیٹیوں کی مرضی کے خلاف شادی کرنا۔ پوری تحقیق کرنی چاہئے اور اکثر ماں باپ کو جب سمجھایا جاتا ہے تو اللہ کے فضل سے وہ سمجھ بھی جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو منگنی چھوڑ نکاح کا بھی ایک ذکر کیا ہے کہ اگر نکاح بھی ہو چکا ہو تو پھر بھی اس کو اختیار ہے چاہے تو رد کردے، چاہے تو قبول کرے۔

ابن ماجہ ابواب الادب باب برّ الوالد میں مروی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اپنے بچوں سے عزت کے ساتھ پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔ ہمارے بعض رواجوں کے مطابق بعض لوگوں میں خاص طور پر یو۔پی۔ میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ بچوں سے عزت سے پیش آتے ہیں۔ ان کو آپ کر کے مخاطب کرتے ہیں اور یہ ایک رسم وہاں چلی ہوئی ہے مگر ہے بہت پیاری رسم۔ بچوں کو اگر آپ نہیں کہہ سکتے تو کم سے کم پیار سے تو مخاطب کریں۔ ان کے دل میں یہ خیال ہو کہ میرا احترام ہے اور یہی احترام پھر آگے جا کر آپ کے لئے ان کے دلوں میں پیدا ہوگا۔

ترمذی ابواب البرّ والصّلۃ میں مروی ہے کہ حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہو۔ وہ ساری عمر اس کے کام آئے گا۔ مال و دولت دینا، دعا کرنا وہ تو اس نیت کے ساتھ کہ اس کے حق میں بہتر ہو کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں میں ہے 'دے ان کو عمر و دولت'۔ مگر وہ دولت جوان کے پاؤں کی جوتی ہو وہ دولت ان پر سوار نہ ہو جائے۔ پس اس پہلو سے بچوں کے لئے دولت مانگنا بھی ٹھیک ہے مگر اس نیت کے ساتھ کہ وہ دولت بچے آگے خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے ہوں۔

ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمر ابن الخطاب رضوان اللہ علیہم سے مروی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ابرار کو اللہ تعالیٰ نے ابرار اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے والدین اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ جس طرح تم پر تمہارے والد کا حق ہے اسی طرح تم پر تمہارے بچے کا حق ہے۔

یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیاری پیاری نصیحتیں تھیں جو سیدھا دل میں گڑ جاتی ہیں۔ دل سے نکلتی ہیں دل میں اتر جاتی ہیں۔ سادہ لفظ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی نصیحت کا یہ انداز ہے کہ تھوڑی سی باتوں میں بہت سی باتیں کہہ جاتے ہیں اور غوطہ لگا کر اس کے اندر چھپے ہوئے موتیوں کو تلاش کرنا پڑتا ہے۔ تو اس پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی غور کیا اور اس میں چھپے ہوئے موتیوں کو نکال کر ہمارے سامنے اس کو آسان کر کے پیش کر دیا۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ میں بچہ تھا، جوان ہوا، اب بوڑھا ہو گیا۔ میں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو اور نہ اس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ تو کئی پشت تک رعایت رکھتا ہے"۔

یہ بات بھی ایسی ہے کہ جس کو جماعت احمدیہ میں ہر گھر میں مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بہت سے غریب ماں باپ بے حد قربانیاں کرنے والے وہ اللہ کے حضور حاضر بھی ہو چکے ہیں اور ان کی اولادیں دنیا میں بڑے بڑے اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں۔ خدا تعالیٰ نے غریبوں کی اولادوں میں اتنی دولت دی ہے کہ ان کو سمجھ نہیں آتی کہ خرچ کیسے کریں۔ بہر حال اکثر وہی ہیں جو خدا کی راہ میں ہی خرچ کرتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ جو بات ہے یہ حضرت داؤد کی زبور سے لی ہے جو آپ بیان کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم نے تو سات پشتوں تک پھر بھوکا مرتے نہیں دیکھا۔ تو اچھی تربیت کریں اور دولت کے لئے بے شک دعا کریں مگر اس شرط کے ساتھ جو میں نے بیان کی ہے اور یقین رکھیں کہ خدا متقیوں کی اولاد کو ضائع نہیں کرتا۔ اس کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو"۔ (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۱۰۹)

ایک اور روایت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بیان کرتے ہیں

"پھر ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں"۔

یہ جو فرمایا ہے کبھی نہیں دیکھا گیا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اولاد کی بے انتہا خواہش، جاہلانہ خواہش رکھتے ہیں۔ ان کا ذکر فرما رہے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا عمل اور آپ کے صحابہ کا عمل بالکل برعکس تھا اس بات سے کہ وہ اپنی اولاد کے نیک چلن کے بارہ میں بالکل بے پرواہ ہوں۔ پس 'کبھی نہیں دیکھا گیا' سے یہ مراد نہیں کہ ایسے نیک لوگ نہیں ہوتے جو اولاد کی اچھی تربیت نہیں کرتے۔ پھر یہ بھی فرمایا: 'نہ کبھی انکے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں"۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا سلوک تو یہ تھا کہ اپنی اولاد کے پیدا ہونے سے پہلے بھی ان کے لئے دعائیں کی ہیں۔ بہت پہلے سے دعائیں شروع کی ہوئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعائیں کی تھیں تو کہاں حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ، کہاں رسول اللہ ﷺ۔ کتنا فاصلہ ہے سالوں کا مگر وہ دعائیں دیکھو کیسی قبول ہوئیں۔ پس اپنی اولاد کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کے لئے دعا کیا کرو۔ فرمایا:

"میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے

ارشادِ نبویؐ
خیر الزّادِ التقوٰے
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دعا:
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 بینٹنگ لین کلکتہ 700001
دکان: 248-5222, 248-1652
رہائش: 243-0794, 27-0471

ہیں۔ ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں .... یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اَقْرَب تعلقات کو نہیں سمجھتا، جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ یعنی خدا تو ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما دے۔ اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عبادالرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے"۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۳۵ صفحہ ۱۰ تا ۱۲۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء)

وَ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا سے مراد یہ ہے کہ آگے نسلاً بعد نسلٍ متقی پیدا ہوتے چلے جائیں۔ ان کا پیشوا بن جائیں۔ امام جو سب سے آگے ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ان معنوں میں امام تھے کہ آپ کے بعد نسلاً بعد نسلٍ آپ کی نیکیاں جاری رہنی تھیں۔

پھر فرماتے ہیں:

"جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے، بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیّئات رکھنا جائز ہوگا"۔ یعنی نیک باقیات نہیں بلکہ بد باقیات۔ "لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہوگا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بنا دے۔ تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں۔ لیکن اگر یہ خواہش صرف اس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے"۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۳۵ صفحہ ۱۰ تا ۱۲۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء)

سب سے ضروری بات اس نصیحت میں یہی ہے کہ ماں باپ جو اولاد کے لئے دعائیں بھی کرتے ہونگے، خواہش بھی رکھتے ہونگے کہ نیک ہوں۔ اگر خود نیک نمونہ نہ دکھائیں، گھر میں دنگا فساد ہو، گندی زبان ہو تو بچوں کو گھر کے دباؤ میں رہنے کے نتیجہ میں اگر وہ عادت نہ بھی پڑے یعنی وہ عادت ماں باپ کے سامنے ننگی نہ ہو مگر باہر جائیں گے تو چھپ کر پھر گالیاں دیں گے۔ ماں باپ یہی سمجھتے ہیں کہ ان کی تربیت اچھی ہو رہی ہے، ہم ان کو دبا کر رکھ رہے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ بچہ ماں باپ کے اندرونے کو سمجھتا ہے۔ اگر ماں باپ بچے کے ساتھ وہ سلوک کریں جو دل سے چاہتے ہیں تو پھر خود بھی ویسا بنیں۔ جب خود ویسا بنیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے بچوں کو پھر نیک بناتا ہے اور انہی نیکیوں کے ساتھ وہ جوان ہوتے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اولاد کا فتنہ بھی بہت سخت ہوتا ہے۔ اکثر لوگ مجھے گھبرا کر خط لکھتے رہتے ہیں کہ آپ دعا کریں کہ میری اولاد ہو۔ اولاد کا فتنہ ایسا سخت ہے کہ بعض نادان اولاد کے مر جانے کے سبب دہریہ ہو جاتے ہیں۔ بعض جگہ اولاد انسان کو ایسی عزیز ہوتی ہے کہ وہ اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا شریک بن جاتی ہے۔ .... بعض بچے چھوٹی عمر میں مر جاتے ہیں تو وہ ماں باپ کے واسطے سلب ایمان کا موجب ہو جاتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۸۴)

پھر فرماتے ہیں:

"ہم نے تو اپنی اولاد وغیرہ کا پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ یہ سب خدا تعالیٰ کا مال ہے اور ہمارا اس میں کچھ تعلق نہیں اور ہم بھی خدا تعالیٰ کا مال ہیں۔ جنہوں نے پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوتا ہے ان کو غم نہیں ہوا کرتا"۔ (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۰۹)

پھر فرماتے ہیں:

"دین کی جڑ اس میں ہے کہ ہر امر میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو۔ دراصل ہم تو خدا کے ہیں اور خدا ہمارا ہے اور کسی سے ہم کو کیا غرض ہے۔ ایک نہیں کروڑ اولاد مر جائے پر خدا راضی رہے تو کوئی غم کی بات نہیں۔ اگر اولاد زندہ بھی رہے تو بغیر خدا کے فضل کے وہ بھی موجب ابتلا ہو جاتی ہے۔ بعض آدمی اولاد کی وجہ سے جیل خانوں میں جاتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ وہ اولاد کی شرارت کے سبب پابہ زنجیر تھا۔ اولاد کو مہمان سمجھنا چاہئے۔ اس کی خاطر داری کرنی چاہئے۔ اس کی دلجوئی کرنی چاہئے مگر خدا تعالیٰ پر کسی کو مقدم نہیں کرنا چاہئے۔ اولاد کیا بنا سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا ضروری ہے"۔ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۹۰)

پھر فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے، گویا بد مزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خود دار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقتِ مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔ مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوزِ دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر کر لیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے"۔ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴)

یہ آخری روایت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملفوظات جلد دوم سے لی گئی ہے۔ اس کے بعد کچھ روایتیں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی اور بعض حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچوں سے سلوک کے بارہ میں ہیں۔ وہ اب وقت نہیں رہا۔ پھر آئندہ خطبہ میں بیان کر دیں گے۔ اس روایت کے بعد میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔

"ہدایت اور تربیت حقیقی خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہئے۔ ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کرواتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا وقت پر سرسبز ہو جائے گا"۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵)

یہاں ایک بات مد نظر رکھنی چاہئے کہ نرمی کے ساتھ اپنے گھر میں بچوں کو شرارتوں سے ٹوکنا ایک ایسی عادت ہے کہ اس کے نتیجہ میں بچے پھر دوسروں کے گھروں میں بھی جا کر شرارتیں نہیں کرتے۔ لیکن بعض ماں باپ عجیب خصلت رکھتے ہیں۔ اپنے گھر میں اپنی چیزوں کے نقصان پر تو ان کو بہت غصہ چڑھتا ہے اور وہ بچوں سے بہت سختی کرتے ہیں۔ مگر وہی بچے جب دوسرے کے گھر جائیں تو ان کی قیمتی چیزیں بھی توڑ پھوڑ کر پھینک دیں تو ان کو روکتے نہیں۔ ایسے ماں باپ کو چاہئے ہی نہیں کہ بچوں کو لے کر دوسروں کے گھروں میں جائیں اور اگر جائیں تو ان کو پکڑ کر اپنے پاس بٹھا کر رکھیں۔ اس وقت کی جو سختی ہے اس کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں فرما رہے۔ پس اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری نصیحت کے بعد میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور جو روایات رہ گئی ہیں ان کو انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں یا کسی اور موقعہ پر پیش کیا جائے گا۔

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.

Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)

Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992

Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5. Sooterkin Street, Calcutta-700 072

Ph: SHOWROOM : 237-2185,236-9893 WAREHOUSE : 343-4006, 343-4137 RESI : 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX : 91-33-236-9893

ایمان افروز واقعات

از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب صدر جماعت عثمان آباد مہاراشٹر

خاکسار پیدائشی احمدی ہے۔ الحمد للہ۔ لیکن عثمان آباد میں ہمارا ایک خاندان احمدی ہے۔ جب ہم بچے تھے تب ہمیں اتنا تو معلوم تھا کہ ہم دوسرے مسلمانوں سے کچھ الگ ہیں، دوسرے مسلمان حقیقی اسلام سے دور جا پڑے ہیں، کئی قسم کی خرافات اور بدرسومات میں مبتلا ہیں اور ہمارا گھران سب باتوں سے پاک ہے۔ لیکن محلے کے لڑکے ہمیں رافضی اور قادیانی کہہ کر چڑاتے تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا باتیں ہیں۔ ہمارے والد عبدالمجید صاحب مرحوم و مغفور زیادہ تعلیم یافتہ تو نہیں تھے، لیکن روزانہ بعد نماز فجر تفسیر کبیر بلند آواز سے پڑھتے۔ اسی طرح اخبار بدر بھی بلند آواز سے پڑھتے۔ گھر کی عورتوں، بچوں کو لیکر جمعہ کی نماز گھر ہی پر پڑھاتے اور غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کرتے۔ البتہ ہماری دینی تعلیم سبھی بھائی بہنوں کی محلے کی مسجد میں غیر احمدی استاد ہی کے پاس ہوئی۔ خاکسار جب دسویں کلاس پاس ہو کر کالج میں داخل ہوا، تو اس وقت محلے میں ایک نوجوان دارالعلوم دیوبند سے مفتی کی سند لیکر آگئے۔ اُن کا نام مفتی خلیل الرحمٰن تھا۔ انہوں نے محلے کی مسجد میں بعد نماز عشاء تفسیر قرآن کا درس دینا شروع کیا۔ خاکسار نے بھی اس درس میں شرکت کرنا شروع کی۔ مفتی صاحب کا طریق یہ تھا کہ درس میں کسی کو ترجمہ والا قرآن لانے کی اجازت نہیں تھی۔ مفتی صاحب روز چار پانچ آیات کی تلاوت کرتے، اور پھر اُن آیات میں آئے الفاظ کے معنی لکھواتے پھر آیات کا ترجمہ سنا کر تفسیر بیان کرتے۔ دوسرے دن درس میں شریک تمام افراد کو الفاظ معنی یاد کر کے ان آیات کا ترجمہ سنانا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے درس یاد کر کے سنانے میں خاکسار سب سے آگے ہوتا اس لئے خاکسار کو مفتی صاحب بہت عزیز رکھتے اور اپنا چہیتا شاگرد کہتے تھے۔ ایک دن درس میں شریک ایک شخص مصطفیٰ خان نامی نے مفتی صاحب سے سوال کیا کہ یہ لڑکا قادیانی ہے اور ہمارے ساتھ درس میں شریک ہوتا ہے اور آپ اسے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ پھر یہ لوگ نماز وغیرہ بھی ہماری طرح پڑھتے ہیں اور دین پر بڑے پابند نظر آتے ہیں، تو یہ لوگ حق پر ہیں یا ہم لوگ؟ آپ مفتی ہیں اس بات کا فیصلہ کر دیں تو ہم لوگ ان میں مل جائیں یا یہ لوگ ہم میں مل جائیں۔ مفتی صاحب نے کہا قادیانی حق پر نہیں ہیں ہم لوگ ہی حق پر ہیں۔ تب خاکسار نے کہا کہ ہم لوگ امام مہدی کی جماعت ہیں ہمارے مرزا صاحب نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ لوگ امام مہدی کو مانتے نہیں آپ لوگ حق پر کس طرح ہو سکتے ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا تمہارے مرزا صاحب نے تو نبی ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے عیسیٰ ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے، کرشن ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ ان کے کس کس دعویٰ کو مانا جائے؟ خاکسار کی عمر اس وقت ۱۶-۱۷ برس تھی اور خاکسار یہ سب باتیں جانتا بھی نہیں تھا میں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ مفتی صاحب نے کہا ابھی تم بچے ہو یہ سب باتیں تمہیں معلوم نہیں ہیں آگے معلوم ہو جائیں گی۔ خاکسار بے حد پریشان ہوگیا۔ گھر جاکر ساری بات والد صاحب کو بتائی اور ان سے پوچھا کہ کیا مفتی صاحب سچ کہہ رہے ہیں۔ والد صاحب مسکرائے اور انہوں نے خاکسار کو "مناظرہ یادگیر" جو کتابی شکل میں شائع ہے، پڑھنے کو دیا (خاکسار کے والد محترم اس مناظرہ میں بذات خود شریک تھے) خاکسار نے وہ کتاب بڑی توجہ سے پڑھی تو دونوں طرف کے دلائل سامنے آئے اور سارا معاملہ صاف ہوگیا تو خاکسار کو اطمنان قلب حاصل ہوا۔ خاکسار نے درس کے موقعہ پر مفتی صاحب سے بحث کرنا چاہی تو انہوں نے منع کر دیا کہ درس میں یہ باتیں نہ چھیڑا کرو۔ تب مصطفیٰ خان نے کہا کہ جب تمہارے کوئی مولوی صاحب آئیں تو ان کو مفتی صاحب سے ملانا اور دونوں کی بحث کروانا۔ مفتی صاحب نے کہا ہاں! یہ ٹھیک ہے۔ ہمارے یہاں بمبئی کے مبلغ مولوی سمیع اللہ صاحب مرحوم کبھی کبھی آیا کرتے تھے، البتہ گلبرگہ سے محمد یوسف زیروی بھکشو اکثر آیا کرتے تھے۔ چند دن بعد جب بھکشو صاحب عثمان آباد تشریف لائے تو خاکسار نے انہیں ساری تفصیل سنا دی۔ وہ فوراً گفتگو کرنے کیلئے تیار ہوگئے۔ خاکسار نے درس کے وقت مفتی صاحب اور تمام شرکاء کو اطلاع دی کہ ہمارے مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں اور مفتی صاحب سے گفتگو کرنے کیلئے تیار ہیں۔ سب نے مل کر یہ طے کیا کہ دوسرے دن صبح بعد نماز فجر مسجد میں بات چیت ہوگی۔ حسب پروگرام دوسرے دن ہم مکرم مولوی محمد یوسف زیروی صاحب کو لیکر مسجد میں پہنچ گئے۔ غیر احمدی بھی بڑی تعداد میں جمع ہوگئے۔ ایک شخص کو مفتی صاحب کو بلوانے کیلئے بھیجا گیا۔ اس نے آکر اطلاع دی کہ مفتی صاحب سوئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد آئیں گے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آدمی مفتی صاحب کے گھر جاتے رہے لیکن مفتی صاحب نہ آئے۔ اس عرصے میں مکرم زیروی صاحب لوگوں سے تبلیغی گفتگو کرتے رہے۔ ایک گھنٹے سے زیادہ وقت گزرا تو چار پانچ غیر احمدی سرکردہ افراد جن میں مصطفیٰ خان مذکور بھی شامل تھے خاکسار کے ساتھ مفتی صاحب کے گھر گئے۔ مکرم زیروی صاحب مسجد ہی میں دیگر اصحاب کے ساتھ بیٹھے رہے۔ ہم لوگوں کے بلانے پر بڑی دیر کے بعد مفتی صاحب تیار ہو کر باہر تشریف لائے اور کہنے لگے کہ آج مجھے بہت ہی اہم کام سے باہر جانا ہے۔ یہ بات چیت کسی اور وقت رکھ لیں۔ اتنا کہہ کر وہ فوراً کہیں چلے گئے۔ مصطفیٰ خان وغیرہ غیر احمدی بہت شرمندہ ہوگئے۔ ہم سب لوگ مسجد میں واپس آگئے سب نے زیروی صاحب سے معذرت کی۔ مکرم زیروی صاحب نے آدھا گھنٹہ سب حاضرین کو تبلیغ کی۔ ہم لوگوں کو یقین ہو گیا کہ ہم ہی حق پر ہیں اور ہمارے ایمان میں تقویت آگئی غیر احمدیوں نے بھی پھر کبھی ہم پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور محلے میں ہمارا وقار بہت بڑھ گیا۔ مفتی خلیل الرحمٰن صاحب آج کل ناندیڑ میں ایک عربی مدرسہ چلا رہے ہیں اور جمعیت العلماء مراٹھواڑہ حلقے کے صدر ہیں۔ اب بھی خاکسار سے بہت خلوص اور محبت سے ملتے ہیں۔

اس واقعہ کے بعد خاکسار کو جماعتی لٹریچر پڑھنے کا بہت شوق پیدا ہوا۔ ہمارے نانا مرحوم محمد یعقوب صاحب احمدی شہیدؓ کا کتابوں کا ذخیرہ گھر میں موجود تھا جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر کتب موجود تھیں۔ خاکسار نے ساری کتابیں صاف کیں، ان میں نمبر چپکا کر رجسٹر میں فہرست بنا کر ترتیب سے لگا دیں، اور ایک ایک کتاب پڑھنا شروع کی۔ خاکسار کی تعلیم مراٹھی میڈیم سے ہوئی ہے، لیکن یسرنا القرآن پڑھنے اور مفتی صاحب کے درس میں شرکت سے اردو اور عربی پر کچھ عبور حاصل ہو گیا تھا، اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی فہم میں آسانی ہوتی تھی۔ ایک روز خاکسار اپنے گھر میں مطالعہ کر رہا تھا کہ چند غیر احمدی لڑکے گھر آئے اور کہنے لگے کہ محلے میں چند عیسائی عورتیں اور مرد آئے ہیں اور عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ تم چل کر ان سے بات کرلو۔ (یہ ۱۹۶۸ء کا واقعہ ہے۔ اس وقت خاکسار کی عمر ۱۸ سال تھی) خاکسار فوراً ان کے ساتھ ہو لیا اور اس جگہ پہنچ گیا جہاں عیسائی مبلغین چند مسلم اور غیر مسلم لوگوں کو جمع کر کے تبلیغ کر رہے تھے۔ خاکسار جا کر ان لوگوں کے سامنے بیٹھ گیا۔ اتوار کا دن تھا صبح ۹ بجے کا وقت تھا عیسائی افراد ۱۲ تھے، جن میں دو مرد اور ۱۰ عورتیں تھیں یہ لوگ شولاپور سے آئے ہوئے اور مراٹھی زبان بول رہے تھے۔ جب وہ اپنی بات پوری کر چکے تو خاکسار نے ان سے پوچھا کہ کیا ہم آپ سے سوالات پوچھ سکتے ہیں، وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ بڑے شوق سے پوچھ سکتے ہیں۔ خاکسار نے مراٹھی زبان ہی میں پوچھا کہ خدا کتنے ہیں؟ انہوں نے فوراً کہا کہ خدا ایک ہے۔ خاکسار نے پوچھا کہ کیا آسمانی باپ خدا ہے؟ انہوں نے کہا، جی ہاں وہی خدا ہے۔ خاکسار نے پوچھا پھر عیسیٰؑ کیا ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے اور وہ ہی خدا ہیں۔ خاکسار نے پوچھا پھر روح القدس کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ بھی خدا ہی ہے۔ پھر خاکسار نے پوچھا کہ پہلے تو آپ نے کہا کہ خدا ایک ہے، اب آپ تین خدا بتا رہے ہیں۔ آپ کی کونسی بات سچ مانی جائے اور پھر مریم جو خدا کی ماں ہیں کیا وہ خدا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ دراصل یہ سب ایک ہی ہیں، تین میں ایک اور ایک میں تین۔ خاکسار نے کہا کہ یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ تین بھی ہیں اور ایک بھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات آپ کے سمجھ میں نہیں آئے گی ابھی آپ بہت چھوٹے ہو۔ خاکسار نے کہا اسی لئے تو ہم آپ سے سمجھنا چاہتے ہیں۔ کیوں کہ ہم نے ریاضی میں تو یہی پڑھا ہے کہ تین تین ہوتے ہیں ایک ایک ہوتا ہے۔ ایک تین نہیں ہوتا اور تین ایک نہیں ہوتا۔ اس وقت تک راستے پر کافی لوگ جمع ہوگئے تھے، وہ سب ہنسنے لگے۔ عیسائیوں نے برا منایا اور خاکسار سے پوچھا کہ آپ کس کلاس میں پڑھتے ہو۔ خاکسار نے کہا کہ بی ایس سی فرسٹ ایئر میں۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ تو سائنس کے طالب علم ہیں کیا آپ نہیں جانتے کہ پانی کا فارمولہ H_2O ہے۔ جب وہ بھاپ بنتا ہے یا برف بنتا ہے تب بھی فارمولہ بدلتا نہیں۔ اس طرح پانی، بھاپ اور برف تین بھی ہیں اور ایک بھی۔ خاکسار نے کہا کہ ہاں یہ سچ ہے لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ پانی کی جب شکل بدل جاتی ہے تو اس کی صفتیں بھی بدل جاتی ہیں اور ان کے کام بھی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً ریل کا انجن بھاپ سے چلایا جاتا ہے، کیا بھاپ کی جگہ برف سے چلایا جاسکے گا؟ یہ سن کر وہ بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ دیکھئے یہ بات آپ کو سمجھانے میں بہت وقت لگے گا اب ہماری عبادت کا وقت ہو رہا ہے اسلئے ہمیں چرچ جانا ضروری ہے۔ شام میں آپ وہیں آجایئے آپ کو ہم وہیں سمجھا دیں گے۔ پھر ہمارے پادری صاحب یہاں چرچ میں رہتے ہیں۔ آپ ان سے بھی مل کر اپنی تسلی کر سکتے ہیں۔ لیکن جب شام کو خاکسار اپنے چند غیر

احمدی دوستوں کے ساتھ ان کے دیئے ہوئے وقت پر چرچ پہنچا تو پتا چلا کہ وہ لوگ شولا پور چلے گئے ہیں۔ اس واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ محلے کے غیر احمدی نوجوانوں میں ہمارا وقار بڑھ گیا اور اس کے بعد کبھی عیسائی محلے میں تبلیغ کیلئے نہیں آئے۔

چند روز بعد خاکسار تین غیر احمدی دوستوں کو ساتھ لیکر، عیسائیت سے متعلق جماعت کا ضروری لٹریچر لیکر مقامی پادری ریورنٹ پٹے کر صاحب سے ملنے ان کے گھر گیا اور ان سے عیسائیت سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ بہت خوش ہوئے بڑی عزت سے بٹھایا اور کہا پوچھئے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ خاکسار نے ان سے تثلیث اور الوہیت مسیح پر سوالات کئے۔ گفتگو چونکہ مراٹھی زبان میں ہو رہی تھی، وہ سمجھے ہم لوگ ہندو ہیں۔ اسلئے انہوں نے کہا جس طرح تم لوگ برہما، وشنو اور مہیش تین خدا مانتے ہو اور جس طرح رام اور کرشن وغیرہ کو بھگوان کا اوتار کہہ کر خدا مانتے ہو ایسے ہی ہم لوگ تثلیث اور الوہیت مسیح کے قائل ہیں۔ خاکسار نے کہا ہم تو ایسا نہیں مانتے جیسا آپ کہہ رہے ہیں۔ انہوں کہا جب آپ لوگ اپنے ہی مذہب کی باتیں نہیں مانتے تب آپ کو سمجھانا مشکل ہے۔ ہم نے کہا ہم تو مسلمان ہیں یہ ہمارے مذہب کے عقائد نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا اگر آپ لوگ مسلمان ہیں تو آپ لوگوں کے سوالات کے میرے پاس کوئی جواب نہیں ہیں۔ ہم نے کہا ہم آ سے کہاں جواب طلب کر رہے ہیں؟ آپ کے پاس ایک خدائی کتاب ہے اس میں ہمارے سوالات کے جوابات ہونے چاہئیں۔ اس کتاب میں دیکھ کر ہمارے سوالات کے جوابات دیں۔ انہوں نے کہا نہیں اس کتاب میں بھی آپ کے سوالات کے جواب موجود نہیں ہیں۔ خاکسار نے کہا، اس کا مطلب ہے وہ کتاب نامکمل ہے، پادری صاحب نے کہا ہو سکتا ہے نامکمل ہی ہو۔ خاکسار نے پوچھا اگر آپ کے سامنے دو چیزیں رکھی ہوں، ایک ہر طرح سے مکمل اور دوسری نامکمل ہو تو آپ کس کو لینا پسند کریں گے؟ پادری صاحب نے کہا۔ مکمل کو۔ (اس وقت ان کی بیوی، جو وہاں کے سرکاری اسکول میں ٹیچر ہیں، چائے لیکر آئیں اور چائے پیش کر کے ہماری گفتگو غور سے سننے کھڑی ہو گئیں۔) خاکسار نے کہا ہمارے پاس ایک ایسی الہامی کتاب ہے جو ہر طرح سے مکمل ہے۔ اس کا نام قرآن ہے۔ انہوں نے کہا ہو سکتی ہے۔ ہم نے کہا ہو سکتی ہے نہیں، واقعی ہے۔ آپ جو چاہے سوال کیجئے۔ ہم اس کتاب سے آپ کو جواب دیں گے۔ اس لئے آپ کو چاہئے کہ آپ کی نامکمل کتاب کو چھوڑ دیں اور مکمل کتاب کو قبول کرلیں۔ پادری صاحب سے کچھ کہتے نہیں بن پا رہا تھا اور ان کے پیروں میں کپکپی صاف محسوس کی جا رہی تھی۔ پادری صاحب کی اس حالت کو دیکھ کر ان کی بیوی بیچ میں کود پڑی اور ہمیں بہت بری بھلی سنا کر کہنے لگی تم لوگ ہمارے گھر آکر ہم سے ہمارا مذہب بدلنے کو کہہ رہے ہو، چلو نکل جاؤ ہمارے گھر سے۔ ہم لوگ مسکراتے ہوئے اٹھ کر باہر نکل گئے۔ پادری صاحب بہت شرمندہ سے ہو کر باہر تک آئے اور معذرت کرنے لگے۔ خاکسار نے سارا لٹریچر ان کے ہاتھ میں تھمایا اور کہا ان کتابوں کو غور سے پڑھئے اور ہم سب لوگ واپس چلے آئے۔ اور اپنے ایمان میں بڑی تازگی محسوس کی۔ دوسرے روز صبح ہی صبح سالومن انکل، جو مقامی عیسائی جماعت کے صدر اور خاکسار کے والد محترم کے اچھے دوست تھے، ہمارے گھر آئے اور والد صاحب سے شکایت کی کہ آپ کا لڑکا ہمارے پادری کے گھر جا کر انہیں تنگ کر رہا ہے۔ والد صاحب کو بہت حیرت ہوئی۔ والد صاحب نے خاکسار سے جواب طلب کیا تو خاکسار نے پورا واقعہ سنایا تو والد صاحب نے کہا کہ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ اور سالومن انکل سے کہا کہ آپ کے پادری صاحب اگر اسکولی بچوں کے سوالات کے جوابات بھی نہیں دے سکتے تو پھر وہ کس کام کیلئے یہاں رکھے گئے ہیں۔ آپ کو تو اپنے پادری کو ہی سمجھانا چاہئے تھا اور آپ میرے بیٹے کی شکایت کرنے آگئے۔ سالومن انکل نے کہا وہ سب میں نہیں جانتا اپنے بیٹے سے کہو وہ آئندہ ہمارے پادری صاحب سے نہ ملے اوز یہ اپنی کتابیں سنبھالو کہہ کر وہ سارا لٹریچر واپس کر دیا جو خاکسار نے پادری صاحب کو دیا تھا۔

یہ پادری ریورنٹ پٹے کر صاحب آج بھی عثمان آباد چرچ میں کام کرتے ہیں اور ہماری مسجد بیت الغالب کے افتتاح کے موقع پر ۱۹۹۱ء میں ہمارا جلسہ پیشوایان مذاہب ہوا تھا، اس میں شریک بھی ہوئے تھے۔ اور عیسائیت کی نمائندگی کی تھی۔

خاکسار اپنی کالج کی تعلیم کے سلسلے میں ناندیڑ میں اپنے بڑے بھائی برادرم عبدالعظیم صاحب کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ ایک دن ہمارے مالک مکان کا لڑکا عبدالرؤف ایک فولڈر مراٹھی زبان میں لیکر آیا اور کہنے لگا کہ عیسائی لوگ بازار میں اپنی کتابیں مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے بھی یہ فولڈر دیا ہے۔ کاش مسلمانوں میں سے کوئی ان کتابوں کا جواب دے سکے۔ میں سمجھتا ہوں آپ یہ کام کر سکتے ہیں، کیوں کہ آپ مراٹھی زبان سے تعلیم حاصل کئے ہوئے ہیں اور مذہبی کتب کا مطالعہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ فولڈر خاکسار کو دیدیا۔ فولڈر کا عنوان تھا ''نجات صرف مسیح کی صلیبی موت میں یقین کرنے سے ہی حاصل ہوگی''۔ اور رابطہ کا پتہ تھا۔ ''انڈیا ایوری ہوم کروسیڈ۔ مہو (اندور) مدھیہ پردیش)

خاکسار نے اس فولڈر کا جواب تیار کیا اور مندرجہ بالا پتے پر بھیج دیا۔ چند دنوں میں جوابی خط آیا۔ اس میں خاکسار سے یہ خواہش کی گئی کہ آئندہ خطوط ہندی میں لکھا کروں، کیوں کہ ان کے ہندی سیکشن کے انچارج ریورنٹ جے جے اولیور صاحب اسلام اور قرآنی تعلیمات کے ماہر ہیں۔ اس کے بعد خاکسار نے ہندی میں خط وکتابت شروع کی۔ یہ سلسلہ تقریباً تین سال تک چلتا رہا۔ یہ خطوط اتنے طویل ہوتے کہ خاکسار کو کبھی کبھی رات رات جاگ کر لکھتے رہنا پڑتا تھا۔ ابتداء میں خاکسار اپنے خطوط کی نقل نہیں رکھتا تھا، لیکن ایک روز خاکسار کے والد محترم نے دریافت کیا کہ رات رات بیٹھ کر کیا لکھا کرتے ہو؟ خاکسار نے جب بتایا کہ ایک عیسائی مشن سے تبلیغی مراسلت چل رہی ہے، تو والد صاحب نے پوچھا، اپنے خطوط کی نقل رکھتے ہو یا نہیں۔ خاکسار نے کہا نہیں۔ تب والد صاحب نے نصیحت فرمائی کہ ہمیشہ اس قسم کی مراسلت کی نقولات رکھنا چاہئے۔ تب سے خاکسار نے اپنے خطوط کی نقل رکھنا شروع کی۔ نقل بنانے میں بعض اوقات خاکسار کے ایک دوست محمد مصطفیٰ لانڈگے (جو مہدوی فرقے سے تعلق رکھتے تھے اور آج کل جماعتِ اسلامی کے سرگرم رکن ہیں) خاکسار کی مدد کیا کرتے تھے اس طرح یہ ساری مراسلت آج خاکسار کے پاس محفوظ ہے اس مراسلت کے دوران دو ایمان افروز واقعات پیش آئے اور تائید الٰہی کا ایسا مظاہرہ خاکسار نے مشاہدہ کیا کہ دل جذبات تشکر سے آج بھی لبریز ہے۔ ایک خط میں ریورنٹ جے جے الیور صاحب نے لکھا کہ قرآن میں بھی تحریف ہو چکی ہے۔ اور اس کے ثبوت میں انہوں نے لکھا کہ مختلف لوگوں نے قرآن آیات، الفاظ اور حروف کی تعداد مختلف بتائی ہے۔ انہوں نے وہ تعداد بھی لکھی اور بتایا کہ تعداد میں سیکڑوں کا فرق ہے۔ خاکسار نے آیات کی تعداد کے فرق کی وجہ تو فوراً سمجھ لی اور الفاظ کی تعداد کا عقدہ بھی تھوڑے سے غور سے حل کر لیا، لیکن حروف کی تعداد کے اختلاف کی وجہ سمجھ نہ آئی اور خاکسار پریشان ہو گیا۔ خاکسار نے اپنے استاد مفتی خلیل الرحمٰن صاحب سے رجوع کیا اور ان کو ساری بات بتا کر قرآن کے حروف کی تعداد میں اختلاف کی وجہ دریافت کی (مفتی صاحب کا ذکر اوپر آچکا ہے) مفتی صاحب نے کہا کہ یہ عیسائی ایسے ہی ہوتے ہیں اور اسی قسم کے اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ تمہیں اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں بلکہ تمہیں ان سے کسی قسم کی مراسلت بھی نہیں کرنا چاہئے۔ اتنا کہہ کر مفتی صاحب نے خاکسار کو ٹال دیا۔ خاکسار اور پریشان ہو گیا۔ سارا دن اسی پریشانی میں گزرا۔ خاکسار اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا رہا کہ یا اللہ یہ مسئلہ کسی طرح حل ہو جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قرآن کے حروف کی تعداد میں اختلاف ہو۔ اسی پریشانی کے عالم میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ خاکسار محلے کی مسجد میں نماز کیلئے گیا اور وضو کر رہا تھا کہ اچانک اس عقدہ کا حل ذہن میں آگیا وہ یہ کہ تشدید، بڑی مد اور کھڑی زبر کی وجہ سے حروف کی تعداد میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ خاکسار نے اللہ کا شکر ادا کیا اور نماز کے بعد عیسائی کو جواب لکھ دیا اور اسے چیلنج کیا کہ اگر خاکسار کے جواب سے آپ کو تشفی نہ ہوئی ہو تو آپ کوئی ایک آیت، کوئی ایک لفظ یا کوئی ایک حرف بتا دیں جو ایک قرآن میں ہے اور دوسرے میں نہیں۔ لیکن ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا اور وہ لاجواب ہو گئے۔

اس مراسلت کا اختتام اس طرح ہوا کہ ریورنٹ جے جے اولیور صاحب نے لکھا کہ میں اب مزید مراسلت جاری رکھنے میں دلچسپی نہیں رکھتا، جہاں تک بحث جیتنے کا تعلق ہے، میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ آپ بحث جیت گئے ہیں، لیکن سچائی بہر حال ہمارے ساتھ ہے۔ اس کے جواب میں خاکسار نے انہیں لکھا کہ، یہ بھی آپ کی عجیب منطق ہے کہ بحث تو میں جیت گیا ہوں، لیکن سچائی آپ کے ساتھ ہے۔ حالانکہ جیت ہمیشہ سچائی کی ہوتی ہے۔ اگر آپ یہی مانتے ہیں کہ سچائی آپ ہی کے ساتھ ہے تب میں یہ چاہوں گا کہ آپ اور ہم مل کر اپنی پوری خط وکتابت کتابی شکل میں شائع کرتے ہیں اور عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ عوام خود ہی فیصلہ کریں گے کہ سچائی کس کے ساتھ ہے۔ خاکسار کے اس خط کے جاتے ہی جناب جے جے اولیور (J.J.Oliver) صاحب نے بڑی عجلت میں جواب لکھا کہ میں نے یہ خط وکتابت ذاتی طور پر آپ سے کی ہے اور میں اپنی شخصی خط وکتابت کو شائع کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ آپ ایسی کوشش ہرگز نہ کریں۔ خاکسار نے جواباً لکھا ہے کہ شخصی طور پر تو میں آپ کو جانتا بھی نہیں۔ میں نے اپنا پہلا خط انڈیا ایوری ہوم کروسیڈ اس ادارے کو لکھا تھا اور آپ نے سارے خطوط اسی ادارے کے نمائندہ اور ہندی سیکشن انچارج کی حیثیت سے ادارے کے لیٹر پیڈ پر لکھے ہیں۔ یہ آپ کی ذاتی خط وکتابت کیسے ہوئی؟ پھر آپ کا دعویٰ ہے کہ سچائی آپ کے ساتھ ہے۔ پھر آپ کو کس بات کا ڈر ہے؟

خاکسار کے اس خط کے جواب میں اولیور صاحب نے خاموشی اختیار کی اور مراسلت ہمیشہ کیلئے بند کر دی۔ اس واقعہ کے بعد خاکسار کا اسلام اور احمدیت میں ایمان اتنا مستحکم ہوا کہ خاکسار کسی سے بھی ٹکرانے کیلئے ہر دم تیار رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

مُردہ دفن کیا جائے یا جلایا جائے - سائنس کی روشنی میں

(جناب ڈاکٹر چوہدری محمد شاہنواز خان صاحب ایم-بی-بی-ایس (مشرقی افریقہ)

مختلف ملکوں اور مختلف قوموں میں مُردوں کو الوداع کہنے کے مختلف طریق پائے جاتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے نہایت حیرت انگیز اور جذبات انسانی کو ٹھیس لگانے والے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ جتنی کوئی قوم تمدن اور تہذیب کے ادنیٰ درجے پر ہے۔ اتنا ہی اس کا مُردوں کو رخصت کرنے کا طریق ابتدائی ہے۔

بعض حبشی اقوام خصوصاً ان کے خانہ بدوش قبائل کا یہ طریق ہے کہ جب کوئی ان میں سے فوت ہو جائے تو اس کو وہیں چھوڑ کر اپنی جھونپڑیاں دوسری جگہ بدل لیتے ہیں۔ افریقہ کی قوم وان یم ولسی کا یہ طریق ہے کہ وہ مُردوں کو جنگل میں لے جاتی ہیں۔ جہاں ان کو درندے اور شکاری جانور کھا لیتے ہیں۔ گنی (مغربی افریقہ) کے بعض لوگ مُردوں کو سمندر میں پھینک دیتے ہیں۔ ایک اور قوم کام چاڈیل ہے۔ وہ لوگ اپنے ساتھ مُردوں کو کھانے کیلئے کُتے رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ جس کی لاش کو کُتے کھائینگے وہ اگلے جہان میں نفیس کُتوں کے مالک بنینگے۔ پارسی لوگوں کا یہ طریق ہے کہ وہ مُردوں کو ایک مکان میں چھوڑ آتے ہیں۔ جس کو خاموشی کا مینار کہا جاتا ہے۔ اور وہاں مردار خور جانور گدھ وغیرہ انکا خاتمہ کرتے ہیں۔ ڈاہومی (افریقہ کے مغربی ساحل کے لوگوں) کے متعلق سُنا جاتا ہے۔ کہ ان میں یہ رواج ہے کہ جو شخص بجلی سے ہلاک ہو۔ اس کے جسم کے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ اور ان کو ان کے علماء اور مذہبی لوگ کھاتے ہیں۔

مہذّب ممالک میں صرف دو طریق رائج ہیں۔ یعنی مُردوں کو دفنانا اور جلانا۔ بعض جگہوں پر لاش کو درخت کے ساتھ لٹکا دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ بالکل سوکھ جاتی ہے۔ بعض قومیں مردوں کو لٹکا کر سکھاتی ہیں۔ اور عورتوں کی میت کو دفن کرتی ہیں۔ قدیم مصر میں مُردوں کو مصالحہ وغیرہ جسم میں داخل کر کے اپنی اصلی حالت پر قائم رکھتے تھے۔ جن کو ممی کہتے ہیں۔

ان سب طریقوں میں سے جو مختلف ممالک اور قوموں میں رائج ہیں۔ ہم نے صرف دو طریق کا مقابلہ کرنا ہے۔ یعنی دفنانا۔ اور جلانا۔ کیونکہ یہی دو طریق مہذّب ممالک میں رائج ہیں۔

مغربی ممالک میں بھی عیسائیت کی تعلیم کے مطابق پہلے تو مُردوں کو دفن کرنے کا رواج تھا۔ مگر اب ان میں مُردوں کو جلانے کے خیال کی زبردست رَو جاری ہو گئی ہے۔ چنانچہ وہاں پر انہوں نے مُردوں کو جلانے کیلئے کریمے ٹوریم قائم کئے ہیں۔ اور بعض جگہوں پر بجلی کی آگ سے بھی جلاتے ہیں۔

ہندوستان میں بعض یورپین لوگ اس طریق کو پسند کرنے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ کلکتہ میں ایک کریمے ٹوریم قائم ہو چکا ہے۔ انگلستان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ چونکہ ملک میں جگہ کی تنگی ہے۔ اسلئے مُردوں کو دفن کرنے کیلئے بڑے بڑے قبرستانوں کی گنجائش نہیں۔ یا پھر بعض کا خیال ہے کہ جلانا صحت عامہ (پبلک ہیلتھ) اور صفائی کے لحاظ سے افضل ہے۔ مگر یہ تو محض بہانہ ہے۔ کیونکہ جلانے کی اصل وجہ ان میں تناسخ کے عقیدہ کا مضبوط ہونا ہے۔ اس عقیدہ کی بنا پر وہ مُردوں کو جلانے لگ پڑے ہیں۔ ورنہ دفنانا تو قدرتی طریق ہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ دفن کرنا۔ اور جلانا۔ ان میں سے کونسا طریق قدرتی۔ کم خرچ۔ اور صحت عامہ کے لحاظ سے افضل ہے۔ ان مختلف پہلوؤں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم دونوں کا مقابلہ کر دیتے ہیں۔

۱-قدرتی طریق:- انسان کی پیدائش مٹی سے ہے۔ اور زمین سے اُگی ہوئی چیزوں سے ہی انسان کا جسم نطفہ سے علقہ اور مضغہ اور ہڈی وغیرہ بنتا ہے۔ اسی غذا کو کھا کر انسان جوان ہوتا اور بوڑھا ہو کر مرتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ انسانی جسم کے ذرات کو مٹی کے ساتھ خاص مناسبت ہے۔ اس وجہ سے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کو زمین کے پیٹ میں ہی رکھا جائے۔ تاکہ جراثیم۔ وغیرہ جن کی پیدا کی ہوئی غذا اس نے کھائی تھی۔ وہی اب اس کے جسم کو پوری طرح کھا کر خاک میں ملا دیں۔ اور جس طرح پہلا عمل (یعنی مُردہ نباتاتی اور حیوانی مادہ (آرگینک) کو پھاڑ کر اس سے نائٹروجن نکال کر غذا بنانے کا عمل) اِن جراثیم نے بغیر بُو اور تعفن کے پورا کیا تھا۔ اسی طرح اب انسانی جسم کا بھی خاتمہ ہو۔ پس قدرتی طریق یہی ہے کہ جس کے پیٹ سے انسان غذا حاصل کرتا ہے۔ اسی کے پیٹ میں مرنے کے بعد بھی داخل کیا جائے۔ اگر انسان کی پیدائش آگ سے ہوتی۔ تو بے شک یہی طبعی اور قدرتی طریق تھا۔ کہ مرنے کے بعد انسان کو آگ کے سپرد کیا جائے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ پس مُردے کو دفنانا قدرتی فعل ہے۔

۲-بایولوجیکل طریق:- غذا کے زمین سے پیدا ہونے کا یہ طریق ہے کہ جب نباتاتی اور حیوانی مُردہ (آرگینک) مادہ مٹی میں کھاد کی صورت میں مل جاتا ہے۔ تو اس مادہ کو بعض جراثیم (جن کو نائی ٹری فائی انگ بیکٹیریا کہتے ہیں۔ اور جو درختوں کی جڑھوں کے ساتھ چمٹے ہوتے ہیں) پھاڑ دیتے ہیں۔ اور اس عمل کے نتیجہ میں نائٹروجن جو غذائے انسانی کا لازمی جزو ہے۔ آزاد ہو کر پودوں کی جڑھوں میں جذب ہو جاتی ہے۔ اور پھر سبز پتوں اور سورج کی روشنی کے ساتھ ملکر مرکّب غذا بن جاتی ہے۔ نائٹروجن ہماری زندگی کے قیام کیلئے نہایت ضروری ہے۔ اگرچہ ہم سانس کے رستے بہت سی نائٹروجن گیس خون میں لے جاتے ہیں۔ مگر وہ جزوِ بدن نہیں بن سکتی۔ اسی طرح اگرچہ ہوا میں نائٹروجن گیس موجود ہے۔ مگر سبز پتے اس گیس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ پس نائیٹروجن کے حصول کا نیچر نے یہ طریق رکھا ہے کہ بے جان حیوانی اور نباتاتی مادہ پہلے زمین میں ملے۔ اور پھر ان جراثیم کی مدد سے جن کا نام اوپر لکھا گیا ہے۔ اس مادہ کو پھاڑ کر نائیٹروجن گیس کو نکالا جائے۔ گویا اس طرح نائٹروجن مرکب صورت سے مفرد صورت میں بدل جاتی ہے۔ وہاں سے پھر مفرد نائٹروجن اور کاربن ڈائی آکسائڈ گیس (جو ہوا میں ہوتی ہے) سورج کی روشنی کی مدد سے سبز پتوں میں مرکّب صورت اختیار کر لیتی ہے۔ جو نشاستہ۔ چینی۔ دال اور مختلف سبزیوں اور پھلوں کی صورت میں ہم تک پہنچتی ہے۔ پودے اور انسان دونوں نائٹروجن کے محتاج ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ پودے مفرد نائٹروجن کھاتے ہیں۔ اور ہم کو نائٹروجن مرکّب صورت میں کھانی پڑتی ہے۔ جس کے لئے ہم کو پودوں کا ممنون ہونا پڑتا ہے۔ تو گویا اس طرح یہ ایک دَور چل رہا ہے جس پر پودہ انسان اور حیوان سب کی زندگی کا دارومدار ہے۔ پس ضروری ہے کہ زمین کے اندر حیوانی اور نباتاتی بے جان مادہ ملتا رہے۔ تاکہ نائٹروجن کا یہ دَور ختم نہ ہو۔ فرض کرو کہ اگر تمام بے جان حیوانی اور نباتاتی مادہ زمین میں دفن کرنا بند کر دیا جائے۔ تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ زمین نائٹروجن سے خالی ہو جائیگی اور زندگی کا دَور بھی ختم ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام بے جان مادہ خواہ وہ حیوانی ہو یا نباتاتی اسکو زمین میں ملتے رہنا چاہئے۔ تاکہ نائٹروجن پودوں کو ملتی رہے (جس سے ہماری خوراک بنتی ہے) چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ گوبر۔ بول و براز۔ درختوں کے گرے ہوئے پتے کوڑا کرکٹ۔ حیوانوں اور پرندوں کی لاشیں۔ یہ سب قدرتی طور پر زمین میں ملتے رہتے ہیں۔ جس سے زمین کی نائیٹروجن ختم نہیں ہوتی۔ اور زندگی کا دَور خود بخود چل رہا ہے۔ لیکن اگر تمام کھاد۔ اور حیوانی اور انسانی لاشوں کو بجائے دفن کرنے کے جلانا شروع کر دیا جائے۔ تو تمام کی تمام نائٹروجن ضائع ہو جائے۔ اور زمین میں سے نائٹروجن ختم ہو جانے کے باعث غذائے انسانی بننی بند ہو جائے۔ پس معلوم ہوا کہ بایولوجیکل طریق یہی ہے کہ تمام نباتاتی اور حیوانی بے جان (آرگینگ) مادہ دفن کیا جائے نہ کہ جلایا جائے۔ انسان کا جسم بھی چونکہ اسی زمرے میں شامل ہے۔ اسلئے اس کے لئے بھی وہی طریق مناسب ہے، جو دیگر نباتاتی اور حیوانی مادہ کیلئے نیچر نے مقرر کر رکھا ہے یعنی دفن کرنا۔

۳-صحت عامہ:- کہا جاتا ہے کہ جلانا صحت عامہ کو مدّ نظر رکھتے ہوئے دفن کرنے سے افضل ہے۔ کیونکہ قبروں میں سے بارش کا پانی رِس رِس کر تالابوں اور کوؤں میں جاتا ہے۔ جس سے صحت انسانی پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ نیز یہ کہ بعض متعفن گیس قبروں سے باہر نکل کر صحت پر بُرا اثر ڈالتی ہیں۔

ان کے متعلق عرض ہے کہ اوّل الذکر کا علاج تو آسان ہے۔ کہ قبرستان بلند جگہ پر بنایا جائے اور شہر سے کافی دُور ہو۔ پانی کے منبع کے قریب نہ ہو۔ قبر کافی گہری ہو اور ایسی زمین میں ہو جس میں لاش جلدی مٹی میں مل سکے۔ پس ان ہدایات پر اگر عمل کیا جائے تو صحت عامہ کو نقصان کا کچھ خطرہ نہیں۔ باقی رہا متعفن گیسوں کا نکلنا۔ تو یہ امر ثابت شدہ نہیں ہے۔ ہاں اگر قبر گہری کم ہو۔ تو ممکن ہے بُو آئے مگر مشاہدہ ہمیں بتاتا ہے کہ قبرستانوں سے کبھی بُو نہیں آتی۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ ان ہدایات پر پورا پورا عمل کیا جائے اور اس میں درخت لگا دیئے جائیں۔ جو پانی کو بھی چوس لیں۔ اور گیسوں کو بھی جذب کر کے قبرستان کو صحت افزا مقام میں بدل دیں۔

اس کے برخلاف مُردوں کو جلانے سے اس قدر تعفن ہوتا ہے۔ اور بُودار گیسیں فضا میں پھیلتی ہیں۔ کہ گھاٹ سے دو دو سو گز تک آدمی قریب نہیں کھڑا ہو سکتا۔ انسانی گوشت کو جلانے سے جو گیسیں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کی بُو خاص طور پر ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ پس صحت عامہ کے لحاظ سے مُردوں کو دفن کرنا۔ (بشرطیکہ ان ہدایات پر عمل کیا جائے جو مضمون کے آخر میں درج ہونگی) جلانے کے مقابل میں بدرجہا افضل ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ اگر صحت عامہ اور تدفین کے بعض موہوم خطرات کو مدّ نظر رکھ کر کہا جائے کہ مُردوں کو جلانا چاہئے۔ تو پھر اس عملکو زیادہ وسیع کرنا چاہئے۔ کیونکہ جسم انسانی بھی آرگینک مادہ ہے۔ جیسا کہ حیوانوں۔ پرندوں اور پودوں کے جسم۔ تو پھر چاہئے کہ صحت عامہ کے مدّ نظر رکھتے ہوئے شہر کا تمام کوڑا کرکٹ۔ درختوں کے گرے ہوئے پتے۔ مردہ حیوان پرند۔ چرند سب کو اکٹھا کر کے روزانہ جلایا جائے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ شہر کا کوڑا کرکٹ اور درختوں کے پتے (فولی ایج) بھی ہزاروں من روزانہ جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے یہ نباتاتی بے جان مادہ ایک دن میں اتنا جمع ہو جاتا ہے جتنے مردے اسی شہر سے شاید ۱۰ سال میں جا کر نکلیں۔ پس جب جسم انسانی سے لاکھوں گنا

زیادہ قابل تعفن نباتاتی اور حیوانی مادہ نیچر کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ انسانی جسم کو قدرتی طریق سے دفن نہ کیا جائے۔ پس صحت عامہ کو مدّ نظر رکھتے ہوئے چاہئے کہ یا تو شہر کا تمام قابل تعفن مادہ۔ کوڑا کرکٹ پتے۔ گوبر، بول و براز۔ حیوانوں کی لاشیں سب کو روزانہ جلایا جائے۔ یا پھر جس طرح یہ ہزاروں من کوڑا کرکٹ قدرتی طریق سے زمین میں مِل جاتا ہے۔ اسی طرح انسانی جسم کو بھی ملا دیا جائے۔ پس معلوم ہوا کہ صرف مُردہ انسانوں کو جلانا صحت عامہ کے قیام کیلئے کافی نہیں کیونکہ اس سے ہزاروں گنا زیادہ قابل تعفن مادہ ویسا ہی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پس سب کو جلانا چاہئے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ شہر کے تمام کوڑا کرکٹ۔ اور حیوانی اور انسانی لاشوں کو جلانا بہت بڑے خرچ کا باعث ہوگا۔ نیز تمام فضا تعفن سے بھر جائیگی۔ پس معلوم ہوا کہ یہ طریق قابلِ عمل نہیں۔ اور اگر خرچ کر کے سب کو جلانا شروع کر بھی دیا جائے۔ تو اس سے ایک اور نقصان بھی ہوگا۔ یعنی تمام نائیٹروجن ضائع ہو جائے گی۔ اور انسان اور حیوان سب کو خوراک ملنی بند ہو جائے گی۔ اس لئے مُردوں کو دفن کرنا ہی بہر حال قدرتی طریق ہے اور صحت عامہ کیلئے بھی خالی از خطرہ ہے۔ اور وسیع پیمانہ پر قابلِ عمل ہے۔ جیسا کہ نیچر بھی دیگر لاکھوں من بے جان مادہ سے روزانہ سلوک کر رہی ہے۔ فتدبّروا یا اولی الابصار۔

۴- اقتصادی نقطۂ نگاہ سے بھی تدفین جلانے سے افضل ہے:- کیونکہ قبر کیلئے جگہ حاصل کرنے کیلئے زیادہ خرچ نہیں کرنا پڑتا۔ چنانچہ مفصلات میں مفت زمین مہیا ہو جاتی ہے۔ ہاں شہروں میں معمولی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جلانے کیلئے لکڑی کا حصول زیادہ خرچ کو چاہتا ہے۔ خصوصاً اگر ان احکام کو مدّ نظر رکھا جائے۔ جو اُس فرقہ کے لوگوں کی کتب میں درج ہیں۔ جو جلانے کے بڑے حامی ہیں۔ تو خرچ بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لحاظ سے جلانے کا عمل ایسا نہیں ہے کہ ہر شخص اس پر آسانی سے عمل کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض دفعہ غریب لوگ جو لکڑی کیلئے زیادہ خرچ نہیں کر سکتے۔ لاشوں کو نصف جلا ہوا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اور بعد میں وہ کتوں وغیرہ کی خوراک بنتی ہیں۔

۵- انسانی جذبات اور احساسات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے بھی مُردوں کو جلانے کا عمل نسانی فطرت کے خلاف ہے۔ وہ شخص جو اپنے بزرگ کو بوجہ اس کی محبت اور ادب کے معمولی تکلیف بھی اپنے ہاتھ سے دینا نہیں چاہتا۔ وہ کس طرح گوارا کر سکتا ہے۔ کہ اپنے ہاتھ سے اس کے جسم کو آگ لگائے۔ اس کی ہڈیوں کو توڑے۔ اور اس کی کھوپری کو جلتی ہوئی لکڑی کی ضرب سے پاش پاش کر کے اس کا مغز باہر نکال دے۔ یقیناً ایسا عمل انسانی جذبات اور احساسات کو ٹھیس لگانے والا ہے۔ اور اس پر وہی عمل کر سکتا ہے۔ جس کے جذبات کند ہو گئے ہوں۔ اور اس کی اندرونی باریک حسیں مُردہ ہو چکی ہوں۔

۶- اس کے علاوہ جلانے میں ایک اور نقص یہ بھی ہے کہ اس طرح مجرموں کو اپنے جرائم چھپانے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ کیونکہ کسی ایسے شخص کو جس کی موت مشتبہ ہو اگر جلا دیا جائے تو بعد میں لاش کا معائنہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور دفن کرنے سے جو پولیس کو ڈاکٹری معائنہ سے بہت قیمتی مدد موت کا سبب معلوم کرنے میں مل سکتی تھی۔ وہ اس صورت میں بالکل ناممکن ہو جاتی ہے۔

۷- پھر اگر قدیم سے دنیا میں مُردوں کو جلانے کا عمل رائج ہوتا۔ تو بتاؤ۔ آج جو اس قدر مفید معلومات ماہرین آثار قدیمہ (آرکی آلوجی) زمین کے طبقات کے مطالعہ سے مہیا کر رہے ہیں۔ وہ ہم کو کس طرح حاصل ہوتے۔ پھر مسئلہ ارتقاء حیوانی (اے وولیوشن) جس نے تمام علوم میں ایک عجیب تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ اور اُن کو عروج کی ایک نئی سیڑھی پر چڑھا دیا ہے۔ اس کے بنیادی اور ابتدائی آثار (جن پر اس کا مدار ہے) کس طرح معلوم ہوتے۔ پس قدیم نسلوں کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ کہ انہوں نے حیوانوں اور انسانوں کی لاشوں کو زمین میں دفن کر کے ہمارے لئے مفید معلومات اور نئے انکشافات کا دروازہ کھول دیا۔

پس معلوم ہوا کہ مُردوں کو دفن کرنے کا عمل بہت سی حکمتوں پر مبنی ہے۔ اور یہی قدرتی اور طبعی طریق ہے۔ نیز یہ عمل کم خرچ ہے اور جذباتِ انسانی کا بھی اس میں احترام کیا جاتا ہے۔

اس کے بر خلاف مُردوں کو جلانے کی رسم نہ صرف خلاف فطرت اور غیر طبعی ہے۔ بلکہ بہت بڑے خرچ کو چاہتی ہے۔ اس لئے وہ وسیع پیمانہ پر قابل عمل نہیں۔ نیز اس طریق میں انسانی جذبات کو پامال کرنا پڑتا ہے۔

یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ دفن کرنا ہی قدرتی طریق ہے۔ اب ہم ذیل میں بعض ہدایات لکھ دیتے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے دفن کرنے کے متعلق جو بعض شکایات ہیں۔ وہ رفع ہو سکتی ہیں۔

(۱) دفن کرنے کیلئے بہترین زمین وہ ہے جو ریتلی ہو۔ اور اسمیں مسام کافی ہوں۔ اور اس کے نیچے کا پانی قدرتی یا کسی اور طریق سے ۸ فٹ سے نیچے رکھا جا سکے۔ یعنی سطح زمین کے نیچے جو پانی ہوتا ہے۔ اس کا لیول ۸ فٹ سے اونچا نہ ہو۔ اس کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ایسی زمین میں ایک تو میت جلدی مٹی میں مل جاتی ہے۔ دوسرے بودار گیس وغیرہ باہر نہیں نکل سکتی۔ اور پینے کا پانی بھی خراب نہیں ہوتا۔

(۲) قبرستان بلند مقام پر نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ بارش وغیرہ کا پانی جب زمین میں جذب ہوگا۔ تو لاشوں کے متعفن مادے سے مل کر پھر وہ نیچے کو بہنا شروع کریگا۔ جس سے کوئیں وغیرہ جو نچلے لیول پر ہونگے ان کا پانی خراب ہو جائے گا۔

(۳) قبرستان کے اندر مختلف احاطے بنا کر ہر ایک قبر کی جگہ معین ہونی چاہئے۔ اور درمیان میں راستہ چھوڑنا چاہئے۔ نیز اس میں درخت لگانے چاہئیں۔ تاکہ ان کی جڑھیں پانی کو جذب کر کے قبروں کو اندر سے خشک رکھیں۔ اور اگر کوئی گیس وغیرہ نکلے تو اس کو بھی جذب کر لیں۔ اور اس طرح قبرستان کو صحت عامہ کیلئے مفید بنا سکیں۔

(۴) قبرستان شہر سے کافی دُور ہونا چاہئے۔ تاکہ صحت عامہ اور پینے کا پانی خراب ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔ ایک کچی قبر کیلئے اگر ۶ فٹ لمبی اور اڈھائی فٹ چوڑی جگہ دی جائے۔ اور ۴ فٹ کا فاصلہ ہر قبر کے درمیان ہو۔ تو اس طرح ایک بیگھہ زمین میں ۲۴۰ قبریں بن سکتی ہیں۔ اور اگر کسی وقت ضرورت زیادہ ہو۔ اور درمیانی جگہ کو قبروں کیلئے استعمال کرنا پڑے تو بھی ۴۸۰ قبریں اتنی زمین میں بن سکتی ہیں۔ البتہ پکی قبروں کیلئے زیادہ جگہ کی ضرورت ہوگی۔

(۵) قبر زیادہ گہری نہیں کھودنی چاہئے۔ ۳ سے ۵ فٹ گہری قبر کافی ہوتی ہے۔ کیونکہ زیادہ گہری قبر سے دو نقصان ہیں۔ ایک تو یہ کہ زمین کے نیچے جو پانی ہوتا ہے۔ وہ لاش کے قریب آجاتا ہے جس سے لاش میں تعفن زیادہ ہوتا ہے۔ اور دیر سے مٹی میں ملتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جراثیم جو لاش کو کھاتے ہیں وہ زیادہ گہری جگہ نہیں ہوتے بلکہ زمین سے ۳-۴ فٹ گہری جگہ پر ان کی بہت زیادہ تعداد ہوتی ہے۔ اور جوں جوں گہرے کھودتے جائیں۔ جراثیم کم ہوتے جاتے ہیں۔ پس لاش کو جلدی مٹی میں ملانے کیلئے ضروری ہے کہ اس کو زیادہ گہرا دفن نہ کیا جائے۔

(۶) ایسا ہی قبر کم گہری بھی نہیں ہونی چاہئے۔ مثلاً یہ کہ ایک دو فٹ گہرا گڑھا نکال کر میت کو دفن کر دینا اس طرح کتے اور گیدڑ وغیرہ لاش کو نکال کر اس کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ اگر ہو سکے تو قبرستان کے گرد باڑ لگا دی جائے تاکہ کوئی جانور قبر کو کھود نہ سکے۔

(۷) لاش کو گھر کے صحن میں ہرگز دفن نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ بعض دیہات میں رواج ہے۔ عموماً لاش کا گوشت پوست اور دیگر نرم اعضاء ایک سال کے اندر اندر مکمل طور پر خاک میں مل جاتے ہیں۔ ہڈی البتہ دیر سے جاکر مٹی ہوتی ہے۔

پس اگر ان ہدایات پر عمل کیا جائے۔ تو بفضل خدا قبرستان کے متعلق کوئی شکایت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور صحتِ عامہ پر بھی اس کا بُرا اثر نہ ہوگا۔ (جیسا کہ بے احتیاطی سے دفن کرنے میں ممکن ہے) پس مُردوں کو دفن کرنا مع اس کے دیگر فوائد کے قدرتی طریق ہے۔ جس پر تمام مہذب اقوام کو عمل کرنا چاہئے۔

(بحوالہ ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۲۸ء)

(مرسلہ محمد عبدالسلام طارق کارکن احمدیہ مرکزی لائبریری قادیان)

☆☆☆☆

GUARANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
SONIKYA
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

شموگہ میں جلسہ سیرۃ النبیؐ مورخہ 1.11.2000 کو مکرم آر ایم علیم اللہ شریف صاحب کے مکان میں ٹھیک دو بجے زیر صدارت محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ صدر لجنہ شموگہ منعقد ہوا تلاوت قرآن مجید وعہد و حمد و نعت کے بعد احادیث پڑھی گئیں۔ اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ بہنوں نے مختلف عنوانات پر مضامین پڑھے جو اس طرح ہیں شاہدہ بیگم محسنہ ''رحمت للعالمین'، عالیہ سلطانہ'' آنحضرتؐ کے بعض اقتداری معجزات، شبانہ فردوس'' آنحضرت ﷺ کی سیرت کے چند دلکش پہلو۔ دوران مضامین نظمیں خوش الحانی سے پڑھی گئیں۔ محترمہ صدر صاحبہ نے اپنی صدارتی تقریر میں آنحضرتؐ کے اُسوہ حسنہ پر روشنی ڈالی۔ دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ آخر میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو آنحضرت ﷺ کے اُسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (فوزیہ مبینہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شموگہ)

مورخہ ۱۰ نومبر ۲۰۰۰ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ جلسہ سیرت النبی ﷺ زیر صدارت محترمہ زرینہ بانو منڈاشی صدر لجنہ اماء اللہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

تلاوت اور نظم کے بعد جلسہ کی پہلی تقریر محترمہ قرۃ العین صاحبہ میر نے آنحضرت ﷺ کی سیرت سچائی رحم اور والدین کی خدمت اور اطاعت کے بارے میں کی۔

جلسہ کی دوسری اور آخری تقریر آنحضرت ﷺ کا دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کے موضوع پر محترمہ صدر اجلاس زرینہ بانو منڈاشی نے کی اور مستورات کو بتایا کہ آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں تاکہ دوسروں کیلئے ہم اچھا نمونہ بن سکیں دعا کے بعد اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

(زرینہ بانو۔ صدر لجنہ اماء اللہ بھدرواہ)

کانپور میں ۲۷ اکتوبر کو جلسہ سیرۃ النبی ﷺ منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں کل ۱۵ ممبرات نے شرکت کی۔ شائقہ پروین اور شاہدہ یاسمین نے '' آنحضرت ﷺ کے عورتوں پر احسان '' کے عنوان پر مضمون پڑھا اسکے بعد حسن پروین نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت عاشق رسولؐ'' کے عنوان سے تقریر کی شاہدہ پروین نے '' آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ پر تقریر کی یاسمین آرا نے '' آنحضرتؐ سے پہلے آنے والے انبیاء مختلف القوم تھے'' کے عنوان پر مضمون پڑھا۔ بعدہ نیلم کوثر نے '' آنحضرت ﷺ کا عورتوں سے حسن سلوک '' کے عنوان سے اور مریم بیگم نے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا دشمنوں سے حسن سلوک' کے عنوان سے مضمون پڑھا۔ خاکسارہ گلریز بانو نے آخر پر آنحضرت ﷺ کی سیرت کے چند پہلو بیان کئے اور پھر صدر لجنہ کی دعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔

ہوشیار پور میں عید ملن پارٹی

آزادی ہند سے پہلے تک تو ہوشیار پور میں باقاعدہ جماعت تھی لیکن آزادی کے بعد جلہ والا مکان غیر مسلموں کے قبضہ میں چلا گیا تھا مگر اب پھر عرصہ چار سال سے بفضلہ تعالیٰ جماعت کے قبضہ میں ہے۔ اور خاص ہوشیار پور میں ایک مخلصین کی جماعت قائم ہو چکی ہے اور پنجوقتہ نماز کیساتھ جمعہ باقاعدہ پڑھایا جاتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس سال رمضان المبارک کا مہینہ ہوشیار پور کیلئے بھی بہت ہی مبارک رہا کیونکہ جہاں دوسرے تمام احمدیوں نے رمضان کے روزے رکھے وہاں تراویح میں بھی شریک ہو کر قیام لیل کیا اور ایک خوش نصیب احمدی جناب محمد سلیم صاحب نے رمضان المبارک کے آخیر عشرہ کا اعتکاف کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا کرے۔

رمضان المبارک کے پورے تیس روزے مکمل کرنے کے بعد یکم شوال کو احمدیہ مسلم مشن کی مسجد میں تمام احمدیوں نے ملکر عید الفطر کی نماز ادا کی اور ایک دوسرے کو مبارکباد دی! اس موقعہ پر تمام احمدیوں کی کھانے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔ نماز عید کے بعد دوپہر بارہ بجے عید ملن پارٹی کا انتظام کیا گیا جس میں ہر دھرم کے لوگوں نے شرکت کی پارٹی کے خصوصی مہمان تھے کمیٹی صدر جناب انوراگ سود صاحب میونسپلٹی صدر جناب موتی لال سود صاحب، گوردوارہ سری سنگھ سبھا کے نائب صدر دارا سنگھ لائل صاحب، جنرل سکرٹری جناب اجاگر سنگھ لاویہ صاحب، کرسچن ویل فیئر سوسائٹی ہوشیارپور کے صدر جناب ایڈوین کرن نارو صاحب، پروفیسر کرشن مراری صاحب اور آبکاری سنچائی راج منتری پنجاب جناب ٹیکسن سود صاحب اور ان کے علاوہ سینکڑوں لوگوں نے عید ملن پارٹی میں شرکت کی اور احمدیوں کو عید کی مبارکباد دی اور جماعت احمدیہ کی کارکردگی کو خوب سراہا۔ اس موقع پر پنجاب کے مشہور اخبار پنجاب کیسری، امر اجالا، ہند سماچار، دینک جاگرن اور دیگر پانچ اخباروں کے نامہ نگار بھی موجود تھے اور تمام اخباروں نے اس خبر کو سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔ تمام مہمانوں کی ناشتہ اور چائے سے تواضع کی گئی۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلصین کو دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے اور جماعت احمدیہ کو ہر جہت سے نافع الناس بنائے۔ آمین۔ (نصر الحق نیپالی معلم وقف جدید بیرون ہوشیار پور)

عبرتناک انجام

مسمی اسد علی ابن سلطان علی آف سہارنپور جو کہ خود شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے تھے محلہ خان عالم پورہ مندر والی گلی میں رہتے تھے ان کی سوتیلی والدہ احمدی تھیں وہ اپنی سوتیلی والدہ کو احمدی ہونے کی وجہ سے مارپٹائی کے ساتھ ساتھ ہر وقت برا بھلا کہتے رہتے تھے اور جماعت کی بڑی مخالفت کرتے تھے۔ ان کا ایک سوتیلا چھوٹا بھائی ابھی بھی سہارنپور میں موجود ہے جو کہ اب اللہ کے فضل سے احمدی ہے۔ مسمی اسد اپنی سوتیلی والدہ کو اکثر کہتا تھا کہ تمہارے مرزا کی موت تو لیٹرین میں ہوئی تھی (نعوذ باللہ) اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اسد ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہو گیا اور اسی بیماری میں لمبا عرصہ مبتلا رہنے کے بعد لیٹرین میں ہی اس کی موت ہو گئی جس کی تصدیق مندرجہ ذیل گواہوں نے بھی کی ہے اور سبھی گواہ ابھی زندہ موجود ہیں۔

(محمد ذاکر خان بمیالوی صدر جماعت احمدیہ سہارنپور)

जनाब असद अली S/O जनाब सुल्तान अली निवासी खान आलमपुरा सहारनपुर आज बतारीख २२/२/९८ दिन इतवार सवेरे 6 बजे लैट्रीन के लिए गये तो लैट्रीन में ही खून की उल्टियां हुई और वहीं पर वफ़ात पा गये मैंने जब लैट्रीन की ज़रूरत के लिए किवाड़ खोला तो असद अली साहब लैट्रीन में ही खून की उल्टियों के साथ मरे पड़े हैं। मैंने पड़ोसियों को बुलाया और उन्हें दिखा कर लैट्रीन से निकाल कर चारपाई पर लिटाया।

मैं अपने साथियों के साथ असद अली साहब के लैट्रीन में मरने की तसदीक़ करता हूँ।

प्रार्थी

حاجی رشید احمد

22-2-98

K.A. Bakhsh

محمد ذاکر خان
22-2-98

تصدیق:۔ جناب اسد علی، ولد جناب سلطان علی باشندہ خان عالم پورہ سہارنپور آج بتاریخ 22.2.98 بروز اتوار صبح ۶ بجے لیٹرین کے لئے گئے تو لیٹرین میں ہی خون کی الٹیاں ہوئیں اور وہیں پر وفات پاگئے میں نے جب لیٹرین کی ضرورت کیلئے دروازہ کھولا تو اسد علی صاحب لیٹرین میں ہی خون کی الٹیوں کے ساتھ مرے پڑے تھے میں نے پڑوسیوں کو بلایا اور انہیں دکھا کر لیٹرین سے نکال کر چارپائی پر لٹایا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسد علی صاحب کے لیٹرین میں مرنے کی تصدیق کرتا ہوں۔ (حاجی رشید احمد)

اعلان نکاح

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے خاکسار کی بیٹی عزیزہ زکیہ قیصر B.A. کے نکاح کا اعلان مکرم شاہ محمد رضی احمد ابن مکرم تسنیم احمد صاحب آف آراء (بہار) کے ساتھ مبلغ ۵۰ ہزار روپے حق مہر پر مسجد مبارک قادیان میں ۱۸-۱۱-۲۰۰۰ کو پڑھا۔ اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر -/۵۰) محمد ابراہیم خان قادیان)

☆۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ ۱۸-۱۱-۲۰۰۰ کو بعد نماز مغرب وعشاء مسجد اقصیٰ میں عزیزہ مبشرہ بیگم بنت مکرم شمس الدین خان آف سورو معلم وقف جدید کا نکاح مکرم غیاث الدین صاحب ابن مرحوم علیم الدین صاحب تارا کوٹ اُڑیسہ کے ساتھ مبلغ -/۵۰۰۰ روپے حق مہر پر پڑھا۔ اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر -/۵۰) (مظفر احمد ناصر استاد مدرسہ احمدیہ قادیان)

درخواست دُعا

جملہ پریشانیوں کی ازالہ کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (الحاج ڈاکٹر محمد عارف احمدی حال مقیم قادیان)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
20 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (0091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(0091) 01872-70105

Vol - 50 Thursday, 1st Feb. 2001 Issue No: 5

بقیہ صفحہ: (۱)

پیش فرمائیں۔ فرمایا باہر رشتہ کرنے والے خواہشمند نوجوانوں کو اعلیٰ فنی تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہئے خصوصاً کمپیوٹر کی تعلیم۔ فرمایا جب سے میں نے رشتہ ناطہ کی طرف توجہ کی ہے یہ مسائل درپیش ہیں۔ فرمایا رشتہ ناطہ کے مسائل بہت پیچیدہ ہیں۔ فرمایا زیادہ اونچے معیار نہ دیکھا کریں بچی کو وقت پر رخصت کرنا بہتر ہے اس کے لئے۔ ورنہ عمر خراب ہوگی اور ماں باپ اس کے ذمہ دار ہونگے۔ فرمایا رشتوں کے متعلق یہ بھی مسائل درپیش ہیں کہ احباب لڑکوں کے کوائف نہیں بھیجتے لڑکے کی شادی اپنی مرضی سے اور لڑکیوں کی میرے ذمہ کرتے ہیں یہ انصاف کی بات نہیں ہے لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے کوائف بھیجا کریں۔

فرمایا بعض لوگ لڑکوں کی شادیاں دیر سے کرتے ہیں یہ بھی مناسب نہیں۔

فرمایا غیر احمدی اور غیر مسلم لڑکیوں سے شادی کے نتیجہ میں اولاد اکثر تباہ ہو جاتی ہے۔ بعض لڑکیاں غیر احمدیوں میں شادی کر کے ماں باپ کیلئے مصیبت کھڑی کر دیتی ہیں اور اگر اس میں والدین بھی شامل ہوں انہیں اخراج از نظام جماعت کی سزا دی جاتی ہے۔

فرمایا ایک بات جو میں اس سلسلہ میں نصیحت کے طور کہتا ہوں کہ اگر کوئی لڑکی کسی غیر احمدی لڑکے کے ساتھ چلی جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر اس کی بہنیں نیک ہوں تو ان سے بھی شادی نہ کی جائے۔ یہ مسئلہ ہمارے ہاں درپیش ہے۔ حالانکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لاتــــزر وازرۃ وزر اخــریٰ۔ اگر سارا خاندان ہی گندہ ہو تو صاف پتہ چل جاتا ہے ہرگز وہاں شادی نہ کرلے لیکن اگر ماں باپ اور بیٹیاں پاک ہوں صرف ایک بیٹی خراب ہو تو اس کی وجہ سے باقی پاکیزہ بہن بھائیوں سے شادی نہ کرنا بہت بڑا ظلم اور زیادتی ہے اور قرآن مجید کے ارشاد کے خلاف ہے۔

فرمایا جن بچوں کی اچھی تربیت ہو اور وہ نیک اور پاکباز ہوں کسی بد تربیت والے کی بے باکی اور بے حیائی کی وجہ سے نیک بچیوں کو رشتوں سے محروم کر دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ اور ایسا انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہوگا۔

فرمایا شادیوں کا الگ مسئلہ ہے اور روزگار کے سلسلہ میں کوشش کرنا رشتوں سے منسلک نہیں ہے وہ ہمارا الگ محکمہ ہے۔ ان کو آپس میں گڈمڈ نہ کریں۔ فرمایا بعض والدین اپنی بچیوں کی عمر یہ کہہ کر کہ ابھی چھوٹی ہے۔ برباد کر لیتے ہیں بعض چھوٹے بچوں کے تعلیمی اخراجات پورے کرنے کی وجہ سے بچیوں کی شادی نہیں کرتے یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

فرمایا بعض لوگ اپنے معیار سے اونچا چاہتے ہیں لڑکیاں بڑی ہو رہی ہیں اور معیار سے اونچے کی تلاش میں بیٹھی رہتی ہیں فرمایا اپنے معیار کو بھی دیکھیں کہ کیا ہے اسی کے برابر رشتہ بھی قبول کریں بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ولی تو خدا نے باپ کو بنایا ہے لیکن ماں، باپ پر سوار ہوتی ہے۔ اور لڑکی ماں کی طرف داری کر رہی ہے۔ ایسی صورت میں لڑکیاں سوائے اس کے کہ گھر بیٹھی بڈھی ہو جائیں اور کیا کر سکتے ہیں۔ فرمایا یک طرفہ اونچے معیار کا جو مطالبہ ہے یہ بہت بڑا گناہ بلکہ ہماری شادیوں کے سلسلہ میں بہت بڑی ایک لعنت ہے اس کو ختم کرنا چاہئے۔ فرمایا رشتے ناطے کے متعلق یہ مختصر ھدایات تھیں جو میں سمجھتا تھا کہ اس زمانے میں ضروری ہیں کیونکہ اللہ کے حکم کے تابع میں رشتے ناطے کا انتظام کر رہا ہوں اور یہ ساری دقتیں مجھے درپیش ہیں۔ امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ احباب جماعت پورا پورا تعاون فرمائیں گے۔ اور اللہ کے فضل سے جماعت کے رشتوں کے مسائل بڑی تیزی سے حل ہوں گے۔ فرمایا رشتوں کے سارے کام اللہ خود ہی کر رہا ہے۔

جماعت احمدیہ ریل ماجرا (پنجاب) میں ایک تربیتی جلسہ

احباب جماعت احمدیہ ریل ماجرا کی تعلیم و تربیت کی غرض سے ۲۲ر اکتوبر کو ایک تربیتی اجلاس ریل ماجرا میں رکھا گیا۔ محترم تنویر احمد صاحب خادم نگران صوبہ پنجاب و ہماچل اور مکرم نصیر احمد صاحب خادم نمائندہ وقف جدید مہمان خصوصی کے طور پر شامل ہوئے اور اسٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری مکرم مبارک احمد صاحب تقویٰ انسپکٹر بیت المال آمد نے ادا کی اس اجلاس کا آغاز خاکسار شفیع احمد غوری معلم وقف جدید ریل ماجرہ کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا اور نظم مکرم مبشر احمد صاحب ندیم نے خوش الحانی سے پڑھی اس کے بعد محترم نصیر احمد صاحب نے نماز کی اہمیت اور فضیلت کے عنوان پر تقریر کی۔ بعدہ محترم عزیز احمد صاحب طاہر آف چنڈی گڑھ نے نہایت ہی آسان اور پیارے انداز میں چھوٹی چھوٹی مثالوں کے ساتھ ایمان کی پرورش اور بچوں کی تربیت کے موضوع پر تقریر کی ان کے بعد محترم تنویر احمد صاحب خادم نگران پنجاب و مہمان خصوصی نے خاص طور پر مسجد کی ضرورت و اہمیت اور اس کی آبادی کی طرف بڑے ہی احسن مگر مختصر رنگ میں تمام احباب جماعت کو توجہ دلائی جسے بہت غور سے سنا گیا اللہ کے فضل سے اس کے بہتر نتائج بھی سامنے آرہے ہیں۔ اس کے بعد مکرم رفیق احمد خان صاحب نومبائعین نے تمام احباب کی طرف سے جماعت احمدیہ اور محترم نگران صاحب کا شکریہ ادا کیا اور کہا آج احمدیت کی بنا پر ہمیں ایمان کا نور نصیب ہوا ہے۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے جماعت کا شکریہ ادا کیا بعدہ اُن تمام خدام و اطفال اور ناصرات کو انعام دیئے گئے جنہوں نے مسجد کی تعمیر اور سالانہ کانفرنس کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور خدمت خلق اور وقار عمل کے کاموں میں پیش پیش رہے اس کے بعد تمام احباب جماعت اور مہمانان کو کھانا کھلایا گیا اس تمام پروگرام کی بنا پر تمام خدام اطفال ناصرات لجنہ و انصار کے چہروں پر ایک عجیب رونق تھی جیسے برسوں کے بعد ان کی کوئی بیش قیمت کھوئی ہوئی چیز ان کو مل گئی ہو۔ آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام نومبائعین کے ایمان و عمل میں برکت دے اور انہیں دین و دنیا کی دولت سے مالا مال کرے۔ (شفیع احمد غوری معلم وقف جدید بیرون)

یالا کرتی میں ماہ رمضان المبارک کے لیل و نہار

مورخہ 27.11.2000 کو رمضان المبارک کا چاند دکھائی دینے پر نماز تراویح پڑھی گئی اور اس طرح روزانہ نماز تراویح میں خاکسار قرآن کریم سناتا رہا۔ مورخہ 25.12.2000 کو قرآن مجید مکمل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ فالحمدللہ علی ذالک۔ روزانہ صبح بعد نمازِ فجر درس القرآن خاکسار نے مختلف عناوین پر دیا اور بعد نماز عصر مکرم مولوی محمد ایوب خان صاحب مقامی معلم ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیتے رہے۔

تمام افراد نے عیدگاہ میں نماز عید الفطر مورخہ 28.12.2000 کو ٹھیک ۱۰ بجے ادا کی جبکہ مستورات نے احمدیہ مسجد میں نماز ادا کی۔ ظہر کے بعد ۳ بجے احمدیہ مسجد کے صحن میں موقع کی مناسبت سے تقریب عید الفطر منعقد کی گئی جس میں گاؤں کے 150 ہندو افراد کو مدعو کیا گیا خاکسار نے مختصر الفاظ میں جماعت احمدیہ کا تعارف کروا کر رمضان المبارک اور عید الفطر کے احکام سے واقف کرایا۔ اور اس کے بعد مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ الحمدللہ کہ اس کا تمام لوگوں پر نیک اثر پڑا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی کو قبول فرمائے۔

(حافظ سید رسول نیاز۔ نائب نگران اعلیٰ آندھرا پردیش)

جلسہ یوم امہات لجنہ اماء اللہ کانپور (یوپی)

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے ساتھ ۲۲ر اکتوبر کو جلسہ یوم امہات منانے کی توفیق ملی اس جلسہ میں کل تین تقاریر ہوئیں۔ سروری بیگم اور شاہدہ پروین ہر دو نے تربیت اولاد کے لئے والدین کی ذمہ داریاں کے عنوان پر مضامین پڑھے شائقہ پروین نے حضرت مصلح موعودؓ اور تربیت اولاد کے عنوان پر مضمون پڑھا۔ اور نیلم کوثر نے ''تربیت اولاد کے دس سنہری گر'' کے عنوان پر مضمون پڑھا۔ پھر ناصرات کا جلسہ ہوا اس کے بعد صدر جلسہ نے دعا کے بعد جلسہ ختم کرایا۔ (گلریز بانو۔ سیکرٹری لجنہ۔ کانپور)

مبارک پور ضلع اعظم گڑھ (یوپی) میں شیعہ سنی جھگڑا گیارہ کی موت

لکھنؤ ۶ر نومبر اُتر پردیش کے ضلع اعظم گڑھ قصبہ مبارکپور میں ہوئے زبردست شیعہ سنی فساد میں گیارہ اشخاص کی موت ہو گئی اور زخمی ۱۳۰ افراد میں سے ۱۵ کی حالت نازک بھی فساد اتنا زبردست تھا کہ دونوں طرف سے ہو رہی بم باری و گولا باری سے بازار میں بھگدڑ مچ گئی اس قصبہ میں گذشتہ جنوری میں بھی ہوئے شیعہ سنی فساد میں ۶ لوگ مارے گئے تھے کئی شدید زخمی ہو گئے تھے مبارک پور میں اکثر شیعہ سنی فسادات ہوتے رہتے ہیں۔

(اخبار نو بھارت پونا ۷ جنوری ۲۰۰۰) مرسلہ عقیل احمد مبارکپوری سرکل انچارج شولاپور مہاراشٹر)

درخواست دُعا

محترمہ اختر النساء صاحبہ اہلیہ مکرم محمد عبدالقیوم صاحب جلال کوچہ حیدرآباد کافی عرصہ سے گھٹنوں اور جوڑوں کے درد کی تکلیف میں مبتلاء ہیں۔ آجکل تکلیف بڑھ گئی ہے اُٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کامل شفایابی عطا کرے۔ آمین۔

(خاکسار محمد کریم الدین شاہد قادیان)

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 2370509